نویدِ بخشش

(نعتیہ مجموعہ)

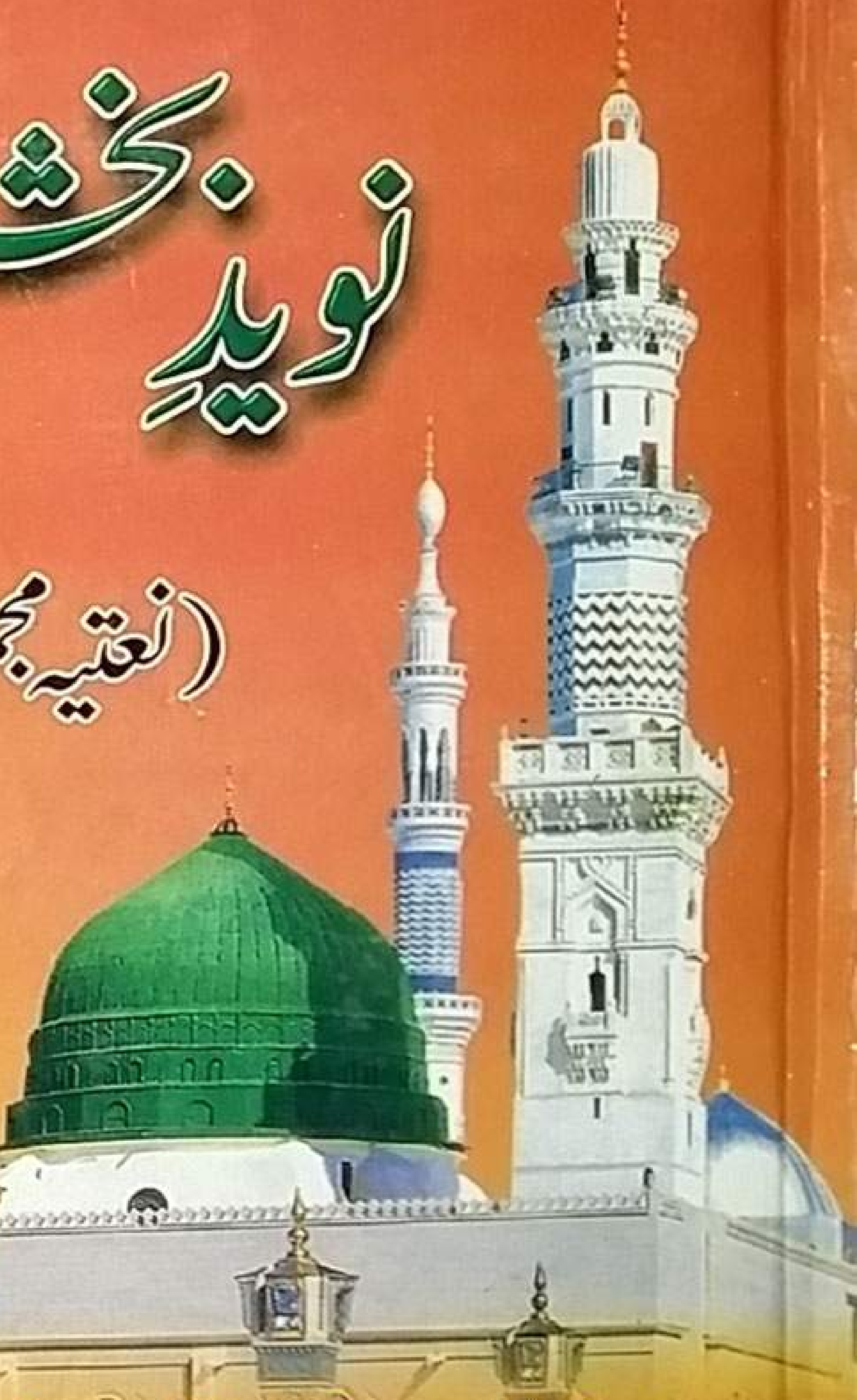

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

محمد افضل خاکسار

نویدِ بخشش

(نعتیہ مجموعہ)

محمد افضل خاکسار

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

جُملہ حُقُوق بحقِ مصنّف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	نویدِ بخشش
مصنف	:	محمد افضل خاکسار
اشاعت	:	اوّل
تعداد	:	500
تزئین و سرِورق	:	محمد دانش نجم
نگرانیِ طباعت	:	عبدالقیوم گولڑوی، گولڑہ شریف
مطبع	:	حمزہ پرویز پرنٹر (راولپنڈی) 051-5521575
ہدیہ	:	
سن طباعت	:	اپریل 2007 مطابق ربیع الاوّل 1428ھ

ہدیہ:- 150 روپے

رابطہ:- ۱۔ مکتبہ غوثیہ مہریہ نصیریہ گولڑہ شریف

سیکٹر ای الیون اسلام آباد

۳۔ ہیلو بکس ریگل چوک بھوانہ بازار فیصل آباد

انتساب

سیّدی حضرت قبلہ پیر غلام محی الدّین شاہ گیلانی

المعروف قبلہ بابُو جی رحمتہ اللہ علیہ

(گولڑہ شریف)

انکشاف

افضل خاکسار کی شاعری محبت وعقیدت کے دائمی رچاؤ کی شاعری ہے۔ان کے ہاں الفاظ کی خنکی اور معانی کی آنچ کا سنجوگ موجود ہے۔وہ تجربات کو احساس کے الاؤ پر رکھ کر شعر کہنے کے عادی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں گداختگی کا ابدی عمل بہت واضح معلوم ہوتا ہے۔ایسے لمحات کی تخلیق میں ذرذو کیف کا عنصر غالب ہوتا ہے۔جو شاعر کے فکری کینوس کو نہ صرف وسیع کرتا ہے بلکہ پڑھنے سُننے والوں کو پسندیدگی کی ترغیب دیتا ہے۔اور یہیں سے فنی محاسن کی وہ تشکیل شروع ہوتی ہے۔جسکا براہِ راست فنونِ لطیفہ کے عناصر اربعہ سے تعلق ہوتا ہے۔اور روح میں کچھ ایسے سجل امکانات پیدا ہوتے ہیں جو دردمندی کے امین ہوتے ہیں۔ایکا ایکی درِ انکشاف کُھلتا ہے اور رُوپ رنگ کے پُر جمال پیرائے صورت گیر ہوتے ہیں۔

روز و شب معتکف معنیٰ الحمد ہوں میں
رابطہ اسمِ محمد سے ہے محکم ....کتنا

اولیاءاللہ کے نزدیک تو لہجے کے خوبصورت الفاظ بھی محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگہِ جمال کی عطا اور نعت کا صدقہ ہوتے ہیں......حضرت خواجہ نظام الدین اولیا علیہ الرحمتہ کا ایک مصرع مجلّی اس دلیل کے لئے بہت کافی

ہے ع بہ بزمِ پیغمبرؐ ایں غزل راز عبدِ عاجز نظامؔ برخواں نثار.....ہفت اقلیمِ معانی توصیف نبیؐ پر......فدا متاعِ ہمہ فکر، ثنائے خواجہؐ کے لئے کہ جن کے کرم کی بدولت، قلم کا کعبہ راست ہوتا ہے۔

ڈھونڈتے ہی رہو افضل کو غزل خوانوں میں
وہ تو اِک شخص تھا جو کب کا ہُوا اصلِ نعت

اے خوشا وقت کہ شاعر کو سعادتِ دارین نصیب ہوئی اور اُس نے اپنی ترتیب شعر کو حضورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہِ وسلم کی ذاتِ اقدس سے منسوب کیا اور پلکوں پر آنسوؤں کی کناری لگائی

جناب افضل خاکسار نئی نسل کے زندہ تقاضوں کی سُوجھتا اور آشنائی رکھتے ہیں۔حالات اور شعور کی ان منزلوں میں جن دُکھوں دردوں کا ورود اُن کے دل پر ہوتا ہے اُس کے تدارک کے لئے وہ سیدِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہِ وسلم کی ذاتِ والا جمال کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ اپنی وابستگی پر آنسوؤں سے ڈھلی ہوئی کیفیات کے برجستہ پیرائے میں یوں تکلم ریز ہوتے ہیں کہ سُننے والوں کا احساس جُھر جُھرا اُٹھتا ہے۔شاعر کا جذبہ کیف اپنی القائی منزل سے گزرتے ہوئے روح کے لطائف وعجائبات سے مشرف ہوتا ہے۔اور اندر کی پوتر، رُوپتا میں اترتا جاتا ہے

یہ غلط کہ نعتِ شہِ زمن فقط ایک بات کی بات ہے
یہ مراقبات کی دین ہے یہ مشاہدات کی بات ہے
سُنے ،گوشِ جاں سے جو سُن سکے مرے جذب وشوق کے زمزمے
کہ مرے لطائفِ روح کے یہ عجا ئبات کی بات ہے

نعت میں جو تلازمے تلاش کئے جاتے ہیں وہ بجائے خود نعت کی ہنر وری
مرتب ہوتے ہیں۔ لہجے کی پاکیزگی......سوچوں کو خوش رنگ اور معطر کر دیتی ہے
۔اور بارگاہِ نبوی میں التجاؤں کا طریق آپ سے آپ آجاتا ہے۔تمام پیرایہ فکر
دُھلا دُھلا محسوس ہونے لگتا ہے۔ایک مقدس اور ماورائی محبت کے اظہار کے
لئے سہمی سہمی جسارت ،خجل خجل وزدیدہ نگاہی پذیرائی کی عطر بیزی اور، باریابی کا
ماحول کنجِ عافیت محسوس ہوتا ہے..........کیوں نہ ہو نعت حصار بخشتی ہے،سکون
عطا کرتی ہے۔سیّد االانبیاءؑ کے تصدّق عزّت ملتی ہے۔خیرالبشرؐ کے ذکر سے
سرفرازی نصیب ہوتی ہے۔

لذتِ وابستگی اگر کوئی نام پائے گی ،اور سعیِ اعزاز اگر متشکل ہوگی تو وہ صرف
پیرایۂ نعت ہی سے موسوم ہوگی۔

نعت نگاری اپنے فنی سفر میں تمام اسالیبِ فکر کی ایک مہذب ،مرتب اور معطر
کیفیت نگاری ہے۔جس کے لئے جناب افضل خاکسار کی سعیِ قلم......سعی بلیغ کا

درجہ رکھتی ہے

شاعر......مربوط فکر اور وسیع الامکان نظریے کا حامل ہو تو اُسکی تخلیقی صلاحیت
بہت جلد اپنا حوالہ بن جاتی ہے۔کوئی بھی تحرکِ عمل خوشبو کے سفر کی طرح ہوتا ہے
لفظوں کا بناؤ، اُن کا انتخاب اوزان کا علم ،شاعری کی عمدہ ساکھ اور دلکشی کے لئے
ضروری ہوتا ہے۔

جن لوگوں کو تخلیقی عمل کے بعد......قطع وبُرید کے ذریعے اپنے فن پاروں سے
خوبصورتی تلاش کرنے کی جُستجو ہوتی ہے، اُن کی تخلیقات بلاشک وریب نکھرتی
رہتی ہیں اور اُن کا یہ تجسس اُنہیں معتبر کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے
معاصرین کی نظر میں ہمیشہ معزز ٹھہرتے ہیں۔اُن کے کلام میں تنوع ہوتا ہے
وہ زندہ الفاظ سے نئی نئی فکری جہتیں متعارف کراتے رہتے ہیں اور اُن
کے سُننے والے اُن کے نئے رجحان کی وجہ سے اُن کا ادبی مقام متعین کرنے کا بلیغ
دعوی بھی رکھتے ہیں افضل خاکسار کے ہاں ایسی شعری مثالوں سے ورق ورق
درخشاں ہے۔

میں نے قرآں میں تفکر سے یہ محسوس کیا
ایک بے مثل نے لکھی ہیں مثالی نعتیں

نعت ہونا مری جبلّت ہے
نعت کہنا مرا اصول نہیں

کربلا، گولڑا، نجف، بغداد
رحمتوں کا کہاں نزول نہیں

فتح کرتا ہُوا افضلؔ مرے دل کی دنیا
لشکرِ حُبِّ نبیؐ منزلِ جاں میں اُترا

ہے اُن کی چشمِ کرم بار پر مدارِ نجات
بہشت کیا ہے اک ان کے مزاج کی رو ہے

بڑھ گئیں حد سے جب اُس کی پامالیاں
کہہ اُٹھا خذ یدی یا نبی راستہ

ہمارے عصری تقاضوں میں ہماری اصلاحِ احوال کا حوالہ بھی شامل

ہے اور اُس وقت تک اِسکا دعویٰ ممکن نہیں جب تک کہ ہم حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ستودہ صفات سے اپنی نسبت کو دائمًا کیف آگاہ نہیں کریں گے ....آج کی نعت اپنے مضامین، تنوع اور فنی لوازمات کے اعتبار سے بہت جامع اور ہمہ جہت نعت کہی جا سکتی ہے۔ اس لئے نعت ہی کو ہمارے جمیع مسائل کا باطنی حل قرار دیا جا سکتا ہے۔ زمان و مکاں کی شاعری کے لئے نعت کا انتخاب ہی حتمی انتخاب کہا جا سکتا ہے کیونکہ ہر عہد میں نعت مختلف موضوعات کی نمائندہ صنف رہی ہے جس میں ہماری التجائیں، ہماری آرزوئیں ہمارے سلام اور ہمارے قصیدے زیرِ موضوع صنفِ شعر میں مدغم معلوم ہوتے ہیں۔

جنابِ افضل خاکسار نے اِس گنجائشِ خوبی سے استفادہ کی سبیل پیدا کی ہے۔ اور طرح طرح کے خوبصورت مضامین کو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ سے منسوب کر کے نعت میں جا بجا نورانی دریچوں کے احساسات کا شعور دیا ہے۔ اور یہ امر مسلمہ ہے کہ داخلی روابط ہی نعت نگارانِ عالم کے تخلیقی عمل میں سوچ کی مشترک قدروں کے امین ہوتے ہیں۔ اس لئے عالمی تجزیہ نگار اس پر متفق ہیں کہ نعت اپنی وسعتِ ابلاغ میں نوع بہ نوع مضامین کو بھی (نسبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سبب) مطاہر اور ارفع کر دیتی ہے اور یوں ہر صنف شعر کا مقامِ شرف متعین ہوتا ہے۔

خیال و فکر میں تیرے جمال کی ضو ہے
مری غزل بھی تری نعت ہی کا پر تو ہے

عشق کے گولڑا مکتب سے سند یافتہ ہوں
نسبت مہرِ علیؒ شاہ سے ہوں فاضلِ نعت

تشنہ کامی کے کسی دشت کا منظر ہوں میں
مجھ سے دامن نہ بچا ابرِ بہارِ رحمت

کب سے رستے میں ترے اے مرے رشکِ یوسفؑ
جھونپڑا ڈال کے بیٹھی ہے زلیخا تیری

مجھ کو ہر دور میں تسلیم کرے گی دُنیا
کوئی جتنے بھی دلائل مرے رد میں رکھے

لکھنے والے کے پاس اگر کیفیاتی حوالے موجود نہ ہوں تو وہ اچھی تخلیق سے کبھی بہرہ مند نہیں ہوگا۔اور اُس کے تہ دار الفاظ بھی اپنی روحانی قدروں سے

آشنا نہیں ہوں گے۔جس کی سماعت میں جتنی ہنستی بولتی کنسوئیاں محفوظ ہوں گی اُتنا ہی اُس کے القائی الفاظ دل کو چھو کر گزریں گے اور ان کے سننے والا اپنے دل کی بات محسوس کرے گا۔اس کی تحریر کا مزاج عمومیت کے نزدیک ہوگا۔اور یوں بوجھل الفاظ میں بھی نرماہٹ کا احساس در آئے گا۔یہیں سے قاری اپنے مبلغ کے ساتھ ہولے گا۔اور پرائے مشاہدے کو اپنا مشاہدہ سمجھ کر اُس میں تحلیل ہوتا چلا جائے گا اور اس طرح پس منظر کا ماحول بھی دل کے دریچوں میں جھانکتا نظر آئے گا۔

قصیدہ بردہ شریف کی ذیل میں حضرت بصیریؒ اور شیخ ابوالرجاؒ کی گفتگو کا متن ہماری تقویتِ دلیل کا حصہ ہے ایک ملاقات میں ابوالرجاؒ نے حضرت بصیریؒ سے فرمایا،" وہ قصیدہ مجھے دے دیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں لکھا ہے، میں وہیں موجود تھا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر آپ کو چادر عطا فرمائی تھی" اب یہ بات واضح ہے کہ تمام اصنافِ سخن سیدِ والا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں داخل ہو کر طہارتِ معنی کے مظاہر لبادوں سے زینت خیال بنتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جناب افضل خاکسار کی نعت میں ہر صنفِ شعر کی کوئی نہ کوئی صورت موجود ہے بظاہر یہ مشکل روایت ہے لیکن شاعران سنگلاخ راہوں سے نہایت آسانی کے ساتھ گزر جاتا ہے اور

فنی محاسن سے مضامین نو کے انبار لگا دیتا ہے۔

خدا سے مانگ رسولِ کریمؐ کی الفت
یہ چیز وہ ہے جو آئی ہوئی نہیں جاتی

احرامِ درد باندھ کے سوئے حرم چلوں
جاں کو گداز قلب کو رقت نصیب ہو

اس تیرگی میں ذہنِ مسلماں کو اے خدا
اصحابِ مصطفیٰؐ کی بصیرت نصیب ہو

کب تک کروں دہکتے انگاروں پہ زندگی
تیرا جیسے بلال مری سمت اک نظر

اے کردگار بہر شہیدان کربلا
مجھ مبتلائے رنج و الم پر نگاہ رکھ

ہمارے شاعر نے اس نعت میں استغاثہ کو داخل کر کے ایک اور پیرایۂ

ثناء کا ادراک متعارف کرایا ہے...... استغاثہ چھبیس اشعار پر مشتمل ہے ایک سے ایک برستا ہوا شعر، درد کی برجستہ کیفیت کا ترجمان ہے۔ فکر و معنی کا کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل نظر نہیں آتا۔ الفاظ کا سیلاب اُمڈتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

تسہیل ابلاغ کی نئی نئی صورتیں سامنے آتی ہیں، اور کیف و وجدان کے منہ بولتے پیکر اندر کے سُونے آتمائی ماحول کو متحرک کر دیتے ہیں،

آنکھ کی جھیل میں کھلتے تھے عقیدت کے کنول
روح میں تشنگی کرب و بلا رکھتے تھے

اتباعِ شہ مظلوم تھا مسلک اپنا
یوں بھی ہم شیوۂ تسلیم و رضا رکھتے تھے

رَمِ خوشبو تھا رہِ نعت میں خامے کا خرام
ضبطِ تحریر میں اندازِ صبا رکھتے تھے

زیست بے کیف نہ تھی وقت پُر آشوب نہ تھا
ذہن میں روشنیٔ صلِ علیٰ رکھتے تھے

اے خنک دورِ سعید اور وہ عہدِ فرخ
یادِ محبوبؐ میں جب خود کو بھلا رکھتے تھے

مرزا بیدل اور غالب کی روش میں لکھنے والے افضل خاکسار کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ مشکل پسندی کی پیراہنی کو متواتر اختیار نہیں کرتے ان کے ہاں آسان اور مشکل مصرعوں کی گنگا جمنی ......دقیق مصرعوں کے ابلاغ میں مدد دیتی ہے درج ذیل شعر کا پہلا مصرع بہت ملائم ہے مگر دوسرا مصرع اہلِ فن کے لئے بھی تراکیب کے اعتبار سے مشکل اور بوجھل ہے۔

نعت لکھتا ہوں جو مشکل کوئی پیش آتی ہے
مہبطِ وحی سکینت ہے مرا محضرِ نعت

اس کتابِ نعت میں سہل ممتنع کے شعری نمونے بھی تواتر کے ساتھ ملتے ہیں۔جو قاری کی دلچسپی اور سہل مزاجی کو ایک محبوب انتخاب فراہم کرتے ہیں۔

بوقتِ نزع بھی آقا مری مدد کیجے
بروزِ حشر بھی مولا مرا بھرم رکھیئے
ہے میری خاک کو بھی حسرتِ قدم بوسی
مرے حبیب مری خاک پر قدم رکھیئے

تسلیم و عجز کا ایک رُخ جو منتہائی محبت کی نور افروز کیفیتوں کا ترجمان ہے......مطالعہ فرمائیں

ہر دور میں ہیں مطلعِ انوارِ ہدایت
اے مہرِ سرِ چرخِ رسالت تری باتیں
کس منہ سے کروں ذکر ترا سیدِ عالمؐ
کرنے نہیں دیتی ہے ندامت تری باتیں
افضل ہے ترا ذکر ہر اک ذکر سے مجھ کو
ہیں میرے لئے عین عبادت تری باتیں

منظومات میں مسلسل اشعار اپنی تخلیقی ضرورت اور اہمیت کے علاوہ شاعر کی قادر الکلامی اور نئے نئے مضامین کی فراہمی کی نشاندہی کرتے ہیں نعت میں یہی اشعار عقیدت کے حسیں تریں پیراؤں کی صورت میں پڑھنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں بارگہِ خیر الامم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنی وابستگی پر نازاں ہوتا ہے۔جنابِ افضل خاکسار کے ہاں مسلسل مضامین کا ورود ملاحظہ ہو۔

عافیت فرش و سکوں بام و سکینت محراب
حرم آسا ہے تصور میں ہر اک منظرِ نعت
کیف آغوش و خنک عکس و کشائش داماں

عرشِ تمکیں ہے مرے سر پہ تنی چادرِ نعت
اُس کے الطاف و عنایات کی حد ہے کوئی
مجھ سے مفلس کو بھی کرتا ہے عطا جو زرِ نعت

اہلِ محبت کے وفود شہرِ طیبہ کی طرف رواں ہیں۔ اشکوں کے قافلے احتراماً آہستہ خرام ہیں بے تابیاں نعرہ زن ہیں۔ درود و سلام کے زمزمے فردوسِ گوش ہیں، نگاہیں جھکی ہوئی ہیں، ندامت سے جبینیں عرق ریز ہیں چشمِ تصور میں گنبدِ خضرا کا منظر ہے روح میں جمال نبیؐ کے اُجالے ہیں۔ التجائیں مقامِ قبولیت کی حدود میں ہیں۔ دعائیں ہتھیلیوں پہ رکھی ہوئی ہیں۔ قربتوں کے دل دھڑک رہے ہیں، شہرِ نگار بقعہ نور ہے۔

حامی امت کا دستِ عطا کھلا ہے۔ رحمت کا باڑہ بٹ رہا ہے تہی دامانِ قسمت جھولیاں بھر رہے ہیں اور ورقِ نعت کھل گیا ہے۔

یوں اڑا لے مجھے اے شاہسوارِ رحمت
معصیت دیکھتی رہ جائے غبارِ رحمت
سج گئے اشکِ ندامت کی بدولت کیا کیا
دامنِ تر پہ مرے نقش و نگارِ رحمت

تشنہ کامی کے کسی دشت کا منظر ہوں میں
مجھ سے دامن نہ بچا ابرِ بہارِ رحمت
دل سے کہتا ہوں کہ بے آس نہ ہو فرقت میں
تو بھی دیکھے گا کبھی شہرِ نگارِ رحمت
میں کسی حال میں مایوس نہیں ہوں افضلؔ
کہ مری آخری منزل ہے جوارِ رحمت

نعت فروغِ عقیدت کا استعارہ ہے جب تک اس میں مفصل ندرتوں کا سلیقہ پیدا نہیں ہوتا روح............ ربطِ شہ طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف یاب نہیں ہوتی اور الفاظ معانیِ سعادت تک رسائی حاصل نہیں کر پاتے، اوپر کے اشعار کا پیرایہ اسی جواز کا مظہر ہے۔

مختصر یہ کہ:

جناب افضل خاکسارؔ کی نعتوں کا یہ پُر جمال مجموعہ آج کی نعت نگاری میں ایک خوبصورت اضافہ ہے "نویدِ بخشش" کی شاعری اس تازہ اسلوب کی نمائندگی کرتی ہے جو شاعر کی ندرتِ فکر سے ہمیشہ تابدار رہے گا۔

مجھے بے پناہ مسرت حاصل ہوئی ہے کہ ایسی عقیدت فروز اور پُر بہار کتاب صاحبانِ ذوق کے لئے پیش کی جارہی ہے۔ دعا ہے کہ یہ نعتیہ مجموعہ بارگاہِ نبی صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرفِ قبولیت کا اعزاز پائے اور اس کی ایک ایک نعت طاق دل میں فروزاں رہے۔............... آمین بجاہِ سیّدالمرسلینؐ

نادر جاجوی

5 فروری 2005ء

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نعت گوئی کی تاریخ بہت پرانی ہے، ہر دور کے اہلِ نسبت نظم ونثر کی صورت میں اپنا اپنا خراجِ عقیدت ومحبت بارگاہِ رسالت میں پیش کرتے آئے ہیں۔ مشاہیر علم وفن کا منثور ومنظوم کلام اس پر شاہد ہے جو لوگ مطالعاتی ذوق کے مالک ہیں، ان پر واضح ہے کہ اہلِ علم نے اس میدان میں کیا کیا جو ہر دکھائے ہیں۔ رائے محمد افضل خاکسارؔ کا مجموعۂ نعت ''نویدِ بخشش'' ہمارے سامنے ہے۔

موصوف نے زبان وبیاں، تنوع فکر اور صداقتِ محسوسات کے اعتبار سے اپنے اشعار کو جو پُرکشش اسلوب دیا ہے۔ وہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے الفاظ کا رکھ رکھاؤ اور معنوی گہرائی خاکسار کے کلام کا طرۂ امتیاز ہے اگرچہ متداول بحور میں کلام کہا مگر خود کو فکری ومعنوی تقاضوں کے ساتھ ساتھ الفاظ کے برمحل اور صحیح استعمال کے مشکل مرحلوں سے گزارنے میں بھی بڑی حد تک کامیابی حاصل کی بلاشبہ یہ ایک غیر معمولی کارنامہ ہے، جس کا اعتراف ہر اس قاری کو کرنا پڑتا ہے، جو اس وادیٔ پُرخار سے خود بھی گزرا ہو اور یہ جانتا ہو کہ شعر کی تعریف کیا ہے اور اچھا شعر کسے کہتے ہیں۔ میرے خیال میں خاکسار غزل کے علاوہ اشعارِ نسبت کہنے کے لئے زبانِ دل بھی جانتا ہے، اسکے کلام میں درد وسوز کی ایک مخصوص لہر موج زن نظر آتی ہے، جو قاری کے خفتہ جذباتِ درد کو بیدار کر دیتی ہے

دوسرے الفاظ میں اگر یہ کہا جائے کہ اس کے کلام میں تعقل وتدبر کی تہہ میں ایک پوشیدہ دنیائے دردوسوز بھی ہے، تو بے جا نہ ہوگا۔ میرے نزدیک اس کے معاصر شعرا کے حصے میں اتنی خوبیاں بہت کم آئی ہیں، نعت جہاں ایک مقدس فن ہے وہاں ایک مقدس تجربہ بھی ہے، اگر خاکسار کا دریائے فکر اسی طرح موج زن رہا تو ان شاء اللہ مستقبل میں متلاشیانِ گوہرِ سخن کو مزید بیش بہا سخن کے موتی ہاتھ لگیں گے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ''نویدِ بخشش'' کو خاکسار کی عاقبت کے لئے اسم بامسمّٰی بنا دے۔

آمین

نصیرالدین نصیر گیلانی گولڑہ شریف

اظہارِ خیال

محمد افضل خاکسار عظمت شہرت اور تشخص کی جس منزلِ منزلت میں ہیں وہاں اس شخص سے جو ہنوز مراحلِ سفر میں ہے یہ کہنا کہ ''نوید بخشش'' پر اپنی رائے لکھ دیجیے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ مجھے ایک شرف اور سعادت عطا کرنا چاہتے ہیں میرا مشورہ یہ ہے کہ وہ اپنی آئندہ زیرِ طبع کتابوں پر کسی نقاد سے تعارفی جملے مت لکھوائیں کہ یہ امر توان کے لئے ہے جو تعارف چاہتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنی تصانیف کو براہِ راست قارئین کے ذوقِ مطالعہ کے سپرد کر دیں کیونکہ ان کے اشعار ''ابلاغ'' کی سطحِ بلند پر ہیں۔

میں صرف سعادت اندوزی کے لئے چند سطور لکھتا ہوں (بحوالۂ غالب)۔

''سہرا لکھا گیا زرہِ امتثالِ امر''

''نویدِ بخشش'' غزلیہ ہیت میں کہی گئی نعتوں کا مجموعہ ہے جس کے آخر میں چند سلام ومنقبت بھی شامل ہیں۔ محمد افضل خاکسار کی نعت گوئی کا پیرایہ سادہ اور دلکش ہے اور اثر آفرینی کے سلسلے میں زبان وبیاں اور خصوصاً الفاظ کے چناؤ اور شعری درد و بست کی بھرپور صفات رکھتا ہے۔ خاکسار کے یہاں نعتوں میں حُسنِ روایت عصری میلانات اور مستقبل کی نعت کے امکانات ملتے ہیں عصرِ

حاضر میں فرد اور ملت جن مسائل سے دو چار ہیں اور اس کے تناظر میں جو موضوعات مضامین تنوع کے ساتھ تلازمۂ نعت ہیں ان کے ادراک و عرفان اور ان کے اظہار و ابلاغ کا پورا سامان ان کی نعتوں میں جمع ہے اور عہدِ آئندہ میں نعت کا سفر جن جن منازل سے گزر سکتا ہے فنی لسانی اور معنوی اعتبار سے جو جو تغیرات شاعر کی بصیرت پر پیشگی وارد ہو سکتے ہیں۔ ان سے خاکسار کی نعت گوئی مملو ہے۔ تصوف کے وسیلے سے باطنی صداقت اور سائنسی انکشافات و اختراعات و ایجادات کے حوالے سے جو حقائق ہمارے عہد میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ ان دونوں کا امتزاج ان کی نعت میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک فرد کی داخلیت یعنی ذاتی اور شخصی کیفیات و واردات کے ساتھ ساتھ خارجی سطح پر اجتماعیت یعنی امۃ کے مسائل کا اظہار اُن کی نعتوں کا قابلِ فخر سرمایہ ہے۔ اور ان تمام اوصاف کے ساتھ ساتھ ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ حضور پاکؐ سے وابستگی اور مرکزِ رسالت سے استحکام یعنی حاضری و حضوری کی خواہش التجا اور دعا اور اس دعا کی اجابت کی صورت میں دیارِ حبیبؐ کے مشاہدات و محسوسات و کیفیات کا تذکرہ۔ اور آج کی آخری بات! پیغمبر اسلامؐ کو پیغمبر انسانیت کے طور پر پیش کرنے کا عمل تا کہ اقوامِ عالم اس اسوۂ حسنہ سے آشنا ہوں اور اس کا اتباع کریں جس سے عالمِ انسانیت محبت امن اور آسودگی کی جنتِ ارضی

بن سکے۔ کاش میں محمد افضل خاکسار کے لئے کچھ لکھ سکا ہوں۔ حالانکہ اس عظ معروف شاعر کو کسی تعارفی یا تعریفی تحریر کی ضرورت نہیں ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی

9 جنوری 2005ء

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

جذبۂ تخلیق کی نعتیہ صورت گری

نعتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب میں افضل خاکسار ایک منفرد انداز رکھتے ہیں یہ انداز ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام وآداب سے خاص ہے۔ گولڑہ شریف کے دبستانِ محبت ونعت سے نسبت کی آنچ بھی ان کے گدازِ نعت میں شامل ہے فنی پختگی اور شعر گوئی میں مہارت اور ایک خاص درک رکھنے کے سبب اُن کی نعت گوئی علمی خصوصیات لئے ہوئے ہے فارسی اور اردو اساتذہ کے کلام کے مطالعہ سے ان کے اسلوبِ نعت گوئی میں ایک کلاسیکی شائستگی در آئی ہے ان کی اولین نعتوں میں سے ایک کا مطلع دیکھئے۔

یوں اڑا لے مجھے اے شاہسوارِ رحمت
معصیت دیکھتی رہ جائے غبارِ رحمت

آج سے تقریباً ربع صدی پہلے کا یہ مطلع اپنے جملہ فنی محاسن کے سبب ان کی نعت گوئی کے روشن مستقبل کا رخ متعین کرنے کے لئے کافی ہے۔ صوفی محمد افضل فقیر حافظ لدھیانوی اور حفیظ تائب جیسے اکابرینِ نعت کی خصوصی نشستوں میں جہاں برادرم عارف رضا، اکرام مجید اور کوثر علی بھی ہوتے افضل خاکسار سے اکثر یہ نعت سنی جاتی۔ فیصل آباد میں یہ نعتیہ نشستیں صوفی محمد افضل فقیر کے آنے سے جمتیں گاہ گاہے حفیظ تائب بھی ان کے ہمراہ ہوتے اور دو دو تین تین

دن نعت کے اسالیب و موضوعات پر گفتگو ہوتی رہتی۔

افضل خاکسار بھی ہمارے ان شاعروں میں ہیں جو پختہ غزل گوئی کے بعد نعت گوئی کی طرف راغب ہوئے ہیں اور نعت کی صنف اقدس کے فیضان کے سبب نعت ہی کے ہو گئے ہیں یوں غزل گوئی کے علائم و رموز اور معروف فنی علامات و محاسن نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صنف میں آتے ہی زیادہ پُر تاثیر اور کیف زا ہو گئے ہیں عصرِ حاضر میں نعت کا موضوع اگرچہ دوہا ماہیا اور دیگر مختصر شعری اصناف سے لے کر طویل کینٹو اور یک کتابی نظموں کی صورت اظہار پذیر ہوا ہے مگر مقدار اور معیار دونوں حوالوں سے نعت کے موضوع کا مؤثر اور خوبصورت اظہار غزل کے وسیلے سے ہوا ہے یہ ایک تخلیقی حقیقت ہے کہ ہر صنف اپنی مخصوص صنفی خوبیاں ساتھ لے کر آتی ہے مثلاً مثنوی میں دو دو مصرعوں کا تسلسل اور بہاؤ رباعی میں اس کے مخصوص اوزان اور ایجاز اور مسدس میں پانچویں اور چھیویں مصرعوں کی ماہرانہ کاٹ وغیرہ وغیرہ۔ غزل کی صنف میں نعت کے خیالات اپنے مخصوص تہذیبی، علامتی، لسانی اور صنفی پس منظر میں تخلیق پذیر ہوتے ہیں یہ پس منظر قریب قریب ایک ہزار سال تک پھیلا ہوا ہے۔ مترنم بحور کا انتخاب، کلیدی اور پُر معنی قوافی تراکیب وتلمیحات کا فنکارانہ استعمال اور سب سے بڑھ کر یہ کہ غزل کا مخصوص لب ولہجہ جو اس کے علائم و رموز اور ایجاز و

اختصار سے عبارت ہے یعنی دو مصرعوں میں ایک پورا جہان معنی ایک مکمل موضوع ایک موزوں خیال، اپنے باطن میں یہ دو مصرعے ایک مکمل نظم کی وسعت رکھتے ہیں۔

افضل خاکسار کی نعت گوئی میں غزل کے مذکورہ بالا فنی محاسن اپنے پورے دلآویز تلازمات اور تاثیر کے ساتھ ساتھ در آئے ہیں ان کے جذبہ تخلیق کی نعتیہ صورت گری میں فارسی اور اردو غزل کا گہرا مطالعہ جھلکتا ہے۔

جیسے کہ ان تاثرات کے شروع میں نشاندہی کی گئی تھی، افضل خاکسار کی نعت گوئی کا ایک نمایاں وصف ان کا اپنے سلسلۂ نسبت سے انسلاک کا اظہار ہے معاصر نعت گوئی میں یہ شاید اپنی طرز کی پہلی مثال ہے کہ نعت گوئی میں نہ صرف یہ کہ جگہ جگہ وہ اپنی اس نسبت کی نشاندہی کرتے ہیں بلکہ اس پر اپنے فخر اور انبساط کا تذکار بھی کرتے ہیں۔

درج ذیل اشعار دیکھئے۔

عشق کے گولڑہ مکتب سے سند یافتہ ہوں
نسبتِ مہرِ علی شاہؒ سے ہوں فاضلِ نعت

میرے دل میں ہے حُبّ نبیؐ موجزن
مجھ کو دکھلائے مہرِ علیؒ راستہ

افضل ہے وہ دل عرشِ معلّٰے سے بھی افضل
نسبت ہے جسے حُبّ نبیؐ مہرِ علیؒ سے

سب آئنہ سازیاں ہیں حسنِ ازل کی ورنہ
نجف کہاں، کربلا کہاں، گولڑا کہاں ہے

ازل سے شیوہ رہا ہے اس ناز آفریں کا
حسین تر رخ، جمیل تر آئنے میں رہنا
کبھی بہ بغداد شکلِ غوثِ جلیؒ میں آنا
برنگِ مہرِ علیؒ کبھی گولڑے میں رہنا

کمک پاؤں مریدی لاتخف سے
مری نصرت شہِ جیلانؒ سے فرما

گولڑہ شریف کے حوالے اور قبلہ مہر علیؒ کی نسبتِ سلسلہ میں افضل خاکسار کے اشعار جس اعتبار اور طمانیت کے عکاس ہیں وہ ان کی پوری نعت

گوئی کے پس منظر میں جھلک رہی ہے پیر مہر علیؒ سے صاحبزادہ نصیر تک نعت کا ایک اہم حوالہ اس سلسلہ تصوف سے خاص رہا ہے یہ شعر دیکھیے۔

سدا سکھی رہے جگ جیئے نصیر ترا
غریبِ شہر کا اک آسرا ہے یا سرورؐ

آؤ چننے ریاضِ نعت کے پھول
وادیِ گولڑا میں چلتے ہیں

از مدینہ تا بہ بغداد از نجف تا گولڑا
دور تک پھیلا ہوا اک سلسلہ ہے نور کا

ان اشعار میں مدینہ بغداد نجف اور گولڑا اسی سلسلۃ الذہب کی مختلف کڑیاں اور اسی نسبتِ نور کی مختلف کرنیں ہیں جن کی وابستگی فیضان اور حصار میں افضل خاکسار ثنا گوئی کا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں اس نسبت اور فیضان نے جہاں ان کی نعت گوئی کو ایک رنگِ انفرادیت عطا کیا ہے وہاں ان کی نعت گوئی میں صوفیانہ خیالات و مضامین کی آمیزش کے لئے بھی در وا کیا ہے ان کی نعت گوئی کا بنظرِ غائر مطالعہ ان کے مضامینِ نعت میں بعض ایسے صوفیانہ خیالات اور

عقائد کی تبلیغ و تذکار کا فریضہ بھی سرانجام دیتا ہے جو معاصر اردو نعت میں انہیں سے خاص ہے ان صوفیانہ مضامین کے انسلاک سے ان کے ہاں حمد نعت اور منقبت مصرع بہ مصرع اور شعر بہ شعر ساتھ ساتھ چلتی نظر آتی ہے موضوعاتِ نعت کا یہ باطنی سفر ایک ایسے تخلیقی تجربے کی عطا ہے جس کے ڈانڈے کہیں کہیں وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے تلازمات سے ملے ہوئے ہیں۔

بہ بزمِ وحدت عروج کیسا نزول کیسا
ہے نورِ حق جلوہ گر جہاں، ماسوا کہاں ہے

اسی طرح:

کمک پاؤں مریدی لا تخف سے
مری نصرت شہِ جیلانؒ سے فرما

ایسے کئی استمدادی اشعار اسی فیضان طلبی کے آئینہ دار ہیں جس سے ان کا پورا وجود سرشار ہے تصوف اور اپنے سلسلہ نسبت سے عقیدت و وابستگی کا یہ منفرد انداز افضل خاکسار کی نعت گوئی کا نمایاں وصف ہے۔

ان کی نعت گوئی کی دوسری بڑی خصوصیت فنِ شاعری پر ان کی گرفت اور ان کا ماہرانہ اندازِ بیاں ہے۔ ان کی مدحت گری میں فارسی اور اردو غزل گوئی کے کلاسیکی اسالیب کے پورے علائم و رموز جھلکتے ہیں۔ یہ علائم و رموز اپنی کلاسیکی

شائستگی اور اپنے مخصوص تلازمات کے ساتھ اظہار پذیر ہوئے ہیں۔ مہارت، لفظی شکوہ، قوافی اور ردائف سے وابستہ معنویت، استادانہ قرینہ اور رکھ رکھاؤ ان کے فنِ نعت گوئی کی نمایاں خصوصیات ہیں انہی فنی اوصاف کے سبب ان کی نعت گوئی کی شان عالمانہ وقار اور مؤثر خوش سلیقگی رکھتی ہے معاصر اردو نعت گوئی کے مختلف اسالیب میں کہیں باطنی گداز، رقت اور جاں سپاری، نعت گو کے فن میں اخلاص اور تاثیر کے جوہر کو ابھارتی ہے اور کہیں فن کے خارجی مظاہر الفاظ کا شکوہ قافیہ و ردیف کی دلآویزی، تراکیب کی نادرہ کاری اور عربی و فارسی تلمیحات قرآن اور احادیثِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ جات نعت کو ثروت مند بناتے ہیں افضل خاکسار کی نعت گوئی کا غالب اسلوب خارجی محاسن و اوصاف کی جلوہ گری سے مزیّن ہے وہ بقول شاعر:

داند آں کس کہ فصاحت بہ کلامے دارد
ہر سخن جائے و ہر نکتہ مقامے دارد

الفاظ برتنے کا سلیقہ جانتے ہیں اور انہیں اپنی دلالتِ وضع میں استعمال کرنے کی ریاضت سے آشنا ہیں قاری کے دل اور دماغ پر ان کی نعت گوئی کے اولیں تاثرات ان کے خارجی فنی محاسن میں سے پیدا ہوتے ہیں مگر لحن ولہجہ کے اس شکوہ، انفرادیت، بلند آہنگی اور سحر کے پس منظر میں ان کا گداز بھی لو دیتا نظر

آتا ہے۔

نعت اور صاحبِ نعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی عقیدت و وابستگی اور فدوِیت و جاں سپاری کا ذوق اور جذبہ ان کے مضامینِ نعت میں رقت اور گداز کے عناصر بھی لئے ہوئے ہے۔ ان کی نعت میں صنفِ نعت سے محبت، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے ان کی عقیدت، آپؐ کی آل، عترت اور اصحاب سے الفت، درودِ پاک، شہرِ مدینہ، گنبدِ خضریٰ، دیارِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوری اور حضوری کے تجربات ومشاہدات اپنے تلازمات کے ساتھ اس انداز میں اظہار پذیر ہوئے ہیں کہ قاری ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ شعر دیکھئے:

کھوٹے سکے مری دعاؤں کے
ان کے شہرِ عطا میں چلتے ہیں

ہم غلامانِ درِ آلِ نبیؐ ہیں افضلؔ
ساری دنیا سے نرالی ہے ہماری دنیا

یہ غلط کہ نعت شہِ زمن فقط ایک بات کی بات
یہ مراقبات کی دنیا ہے یہ مشاہدات کی بات ہے
ہے یہ خاکسار کی التجا کبھی میرا اجڑا نگر بسا

مری زندگی کا ہے مسئلہ تری ایک جھات کی بات ہے

ریاض مجید

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

''کچھ اپنے بارے میں''

نام : محمد افضل

تخلص : خاکسار

ولدیت : رائے محمد اسلم خان

تاریخ پیدائش : یکم جنوری 1954ء

قوم : کھرل

آبائی پیشہ : زراعت

مستقل پتہ : چک نمبر 364 گ۔ب بھچوآنہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد۔

پیشہ : تدریس

موجودہ پتہ : بلاک نمبر 17 سمن آباد (نزد مدنی چوک) فیصل آباد۔

فون نمبر : 041-2561892

موبائل : 0301-7026074

اوائلِ عمر ہی میں حضرت پیر سیّد غلام محی الدین شاہؒ گیلانی گولڑوی

المعروف قبلہ بابو جیؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل ہوا والدِ گرامی بھی آنجنابؒ ہی سے بیعت تھے جب کہ جدِّ امجد میاں محمد شمیر مرحوم و مغفور کی نسبت حضرت اعلیٰ پیر سیّد مہر علی شاہؒ گیلانی گولڑوی سے تھی۔

والدِ مرحوم پنجابی زبان کے قادر الکلام صاحب تصنیف شاعر تھے۔ تصوف اور شاعری سے شغف ورثے میں ملا۔ اغلباً ابھی جماعت سوئم میں زیرِ تعلیم تھا کہ قبلہ بابو جیؒ کی خدمت میں اپنے والدِ گرامی کی حضرت اعلیٰؒ کی شان میں کہی ہوئی منقبت پیش کی۔ حضرتؒ نے بہت پسند فرمائی، تین بار ''شاباش'' کہہ کر پیار سے تھپکیاں دیں اور دعائے خیر سے نوازا۔ جماعت ہشتم میں پہنچا تو دل میں جذبۂ تخلیقِ شعر نے انگڑائی لی اور یوں میں نے اپنی پہلی نظم تخلیق کی جو صاحبزادہ سیّد نصیر الدین نصیر گیلانی گولڑوی سے متعلق تھی۔

ہر چند کہ میں نے ایک بھرپور ادبی زندگی گزاری، علمی و ادبی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا متعدد ادبی تنظیموں کی سرپرستی کی اور اپنے شہر (فیصل آباد) میں ادبی فضا قائم رکھنے میں فعال کردار ادا کیا' اکابرینِ نعت کی صحبتوں میں رہا مگر اس کے باوجود میں اپنی نعتیہ شاعری کو کلیتاً خانقاہِ گولڑا شریف سے وابستگی کا فیضان سمجھتا ہوں۔

؎ عشق کے گولڑہ مکتب سے سند یافتہ ہوں

نسبتِ مہر علی شاہؒ سے ہوں فاضلِ نعت

نام شیخِ کریم قبلہ بابو جیؒ نے پیدائش سے دو برس قبل ''محمد افضل'' رکھا

تفصیل اس اجمال کی پھر کبھی .... جہانِ آب و گِل میں خاکساری مقدّر رہوئی، لہٰذا تخلص خاکسارؔ مرغوبِ خاطر ہوا، نصف صدی گزر گئی، سنِ عمر پچاس کو پہنچا، وقت تیزی سے گزرتا جا رہا ہے، مگر تصور رہنوز اسی لمحۂ حضوری پہ مرتکز ہے جس کی طرف سطورِ بالا میں اشارہ کیا گیا

؎ عین وصال میں مجھے، حوصلۂ نظر نہ تھا
گرچہ بہانہ جُو رہی، میری نگاہِ بے ادب

اسی نسبتِ گرامی و لمحۂ حضوری کا سہارا لئے انتہائی عاجزی و انکساری سے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ''نویدِ بخشش'' کی قبولیت کا امیدوار ہوں۔ گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

محمد افضل خاکسارؔ

حمدیہ قطعہ در صنعتِ مربّع

در جہاں کیست معتبر افضلؔ
کیست بے عیب و در جہاں اکمل
معتبر در جہاں کمالِ خدائے
افضل اکمل خدائے عزّ وجل

اعمال پر ہمارے نہ ہم پر نگاہ رکھ
یا رب تو اپنے لطف و کرم پر نگاہ رکھ

ہنگامِ انبساط بھی ہو چشمِ التفات
غم میں بھی میری حالتِ غم پر نگاہ رکھ

اہلِ ستم کو مہلتِ جور و ستم نہ دے
اہلِ ستم کے جور و ستم پر نگاہ رکھ

اللہ حرمتِ حرمِ کعبہ کے طفیل
اپنے کرم کی اہلِ حرم پر نگاہ رکھ

اے کردگار بہر شہیدانِ کربلا
مجھ مبتلائے رنج و الم پر نگاہ رکھ

مرنے کے بعد موت سے پہلے مرے خدا
میرے وجود میرے عدم پر نگاہ رکھ

یا رب مرے وطن کا علم سرنگوں نہ ہو
یا رب مرے وطن کے علم پر نگاہ رکھ

تیرے قلم کی لاج ہے افضلؔ اسی کے ہاتھ
ہر آن ربِّ لوح و قلم پر نگاہ رکھ

یا مجھے حسبِ ضرورت دے دے
یا مرے رزق میں برکت دے دے

میں تقاضا نہیں کرتا کوئی
جو بھی از راہِ عنایت دے دے

حشر میں مغفرتی ہوں تیرا
زندگی میں یہ بشارت دے دے

منہ چھپانے کے لیے مجرم کو
گوشہء دامنِ رحمت دے دے

جو ترے دیں کے امیں کہلائیں
ایسے ہاتھوں میں حکومت دے دے

کوئی خواہش نہیں میرے دل میں
ہاں مگر جذبہء خدمت دے دے

حسنِ اعمال کا زر دے کہ نہ دے
دولت اشکِ ندامت دے دے

اپنے محبوب کی اُلفت کے طفیل
اپنے محبوبؐ کی اُلفت دے دے

جابرِ وقت سے ٹکرا جاؤں
مجھ کو حق بات کی جرأت دے دے

تاکہ ہو نام پہ حجت قائم
اپنے افضلؔ کو فضیلت دے دے

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

وہی ہر عقدۂ مشکل کی گرہیں کھولتا ہے
جو اُس قرآں شمائلؐ کی زباں سے بولتا ہے

حریمِ کعبۃ اللہ کا وہ منظر اللہ اللہ
زبانیں لڑکھڑاتی ہیں جہاں دل ڈولتا ہے

وہی تعلیم دیتا ہے علومِ مِنْ لَدُن کی
جہاں میں دانش و بینش کے گوہر رولتا ہے

فقط حسنِ عمل ہے اس کے ہاں وجہِ تقرّب
اطاعت کے ترازو میں وہ سب کو تولتا ہے

وہ مجھ سے ہم سخن ہوتا ہے میری خلوتوں میں
حرائے جاں کے سناٹوں میں مجھ سے بولتا ہے

یہ کس ذاتِ صمد کی درگہِ عالی ہے افضلؔ
ہیں جملہ انبیاء چپ، بس محمدؐ بولتا ہے

مجھ پہ احساں ہے ترا ربِّ دو عالم کتنا
تیرے محبوب نبیؐ کو ہے مرا غم کتنا

شاہِ کونینؐ کا طائف میں وہ پتھر کھانا
مجھ کو رکھتا ہے تری راہ میں پُر دم کتنا

تو نے نسبت کی لطافت سے کیا بامعنیٰ
ورنہ میں اپنی حقیقت میں تھا مبہم کتنا

روز و شب معتکفِ معنیِٔ الحمد ہوں میں
رابطہ اسمِ محمدؐ سے ہے محکم کتنا

بزمِ توحید و رسالت میں ہوں غرقِ مستی
ہے محیطِ دل و جاں کیف کا عالم کتنا

یادِ اللہ و محمد میں صبا کے جھونکے
مست و بیخود کیے دیتے ہیں سحر دم کتنا

مرا اللہ مرے اللہ کے محبوب کریمؐ
دھیان رکھتے ہیں مرا ہر گھڑی ہر دم کتنا

ربِّ سَلِّم ہے لبوں پر سرِ محشر افضلؔ
ہے خیال آج بھی اُمت کا مقدم کتنا

حریمِ لفظ میں جس سے ہے استجلائے معنیٰ
وہی ہے وجہِ کشفِ باطن و القائے معنیٰ
اسی سے معتبر ہیں مستیاں فکر و نظر کی
وہی نورِ ازل ہے صورتِ صہبائے معنیٰ

تصور میں ہے چہرہ جب سے اس امی لقب کا
مری سوچوں میں ہے آباد اک دنیائے معنیٰ

پلٹنا چاہتا ہے جزو اپنے کل کی جانب
زبانِ لفظ پر ہے ہائے معنیٰ ہائے معنیٰ

ابھی بامِ حقیقت تک نہیں پہنچا تخیل
تہی ہے اپنے محمل سے ابھی لیلائے معنیٰ

شبیہِ پیر رومیؒ کا جو پرتو ہو نظر میں
تو اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ کا سمجھ میں آئے معنیٰ

بجز یک حرفِ ساکن کچھ نہیں ہے میری ہستی
میں معنیٰ کے الف کی اوٹ میں ہوں یائے معنیٰ

میں حرفِ راز ہوں اپنی کتابِ زندگی کا
کریں گے مجھ سے اہلِ درد استقصائے معنیٰ

سکوتِ لب میں ہے میرے معانی کا ترشح
ہے میری خامشی گویا لبِ گویائے معنیٰ

مرے اوجِ تخیل کے شرف کو کیسے پہنچے
کوئی کج فکر، ژولیدہ بیاں، رسوائے معنیٰ

میں لفظوں کے خذف ریزوں کا سوداگر نہیں ہوں
مجھے بخشی ہے حق نے شانِ استغنائے معنیٰ

چراغِ زندگی بادِ فنا سے بجھ بھی جائے
نہ میری ذات کے آفاق میں گہنائے معنیٰ

ہے میری نیستی ہستی کا افضل استعارا
میں حرفِ لا کے پسِ منظر میں ہوں الّائے معنیٰ

ہر گھڑی تیری توجہ ہے مرے شاملِ نعت
للہ الحمد تصور ہے ترا حاصلِ نعت

محفلِ نعت سجاتا ہوں سرِ خلوتِ جاں
خلوتِ جاں کو سجاتا ہوں سرِ محفلِ نعت

میرے کشکول تکلم میں بھی خیراتِ ثناء
میں بھی اے شاہِ دو عالمؐ ہوں ترا سائلِ نعت

ذوقِ نعت اور فزوں ہو ترے در پر آ کر
جب بھی اُٹھوں ترے کوچے سے اُٹھوں بادلِ نعت

خضرِ راہ کہاں خامہء حسانؓ سب کو
ہر سخنور کے مقدر میں کہاں منزلِ نعت

عشق کے گولڑہ مکتب سے سند یافتہ ہوں
نسبتِ مہر علیؒ شاہ سے ہوں فاضلِ نعت

ہے جو اک میم کا پردہ احمد احمدؐ میں
حمد کے دائرے میں ہے وہ حدِ فاصلِ نعت

ہے وراءِ اوجِ تخیل سے ثنائے سرور
نعت سرکارؐ کہاں اور کہاں میرا ہنر

رہِ عقبیٰ میں کہاں پاس مرے حسنِ عمل
حبِ سرکار دو عالمؐ ہے فقط زادِ سفر

تو نے انمول اسے کر دیا ورنہ آقا
کون ٹوٹے ہوئے دل کا تھا یہاں سوداگر

آگیا شہرِ مدینہ سے بلاوا مجھ کو
آخرش جذبِ محبت نے دکھایا وہ اثر

آپؐ سدرہ سے گئے عرشِ بریں تک تنہا
یہ وہ منزل تھی کہ جبریل کے جلنے لگے پر

امتی ہوں میں نبیؐ کا' ہے عقیدہ میرا
جانتے ہیں مرا احوال مرے پیغمبرؐ

دیکھ کر سرورِ دیں کا شغفِ استغفار
خود کو میں ذرۂ کمتر سے بھی سمجھوں کمتر

لُوٹ لے لُوٹ لے خوب آج سکوں کی دولت
درِ آقا پہ ٹھہر جا مرے قلبِ مضطر

زندگی صرف تری یاد سے وابستہ ہو
معتکف تیرے تصور میں رہوں آٹھ پہر
ہر جگہ مہرِ رسالت کی ضیا باری ہے
وہ مدینہ ہو، نجف ہو کہ ہو بغداد نگر
آرزو ہے تو فقط ہے یہ دلِ افضل کی
نزع میں چہرۂ محبوب رہے پیشِ نظر

حیرتِ آبادِ تجلی ہے زمینِ طیبہ
معتکفِ شوق جہاں فکر جہاں مائلِ نعت

لفظ ٹہنی پہ معانی کے شگوفے نہ کھلیں
ہو نہ نم گیر اگر گریۂ شب سے گلِ نعت

مجھ کو اعزازِ ثناء آپؐ نے بخشا ورنہ
میرے افکار پریشاں تھے کہاں قابلِ نعت

اللہ اللہ دُر افشانیِ طبعِ مواج
شعر ہیں یا دُرِ نایاب سرِ ساحلِ نعت

ڈھونڈتے ہی رہو افضل کو غزل خوانوں میں
وہ تو اک شخص تھا جو کب کا ہوا واصلِ نعت

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

کبھی نہ دست نگر خود کو غیر کا رکھا
خدا کے بعد محمد کا آسرا رکھا

قبول کی نہ کوئی اور نعمتِ دنیا
رکھا تو گھر میں فقط دردِ مصطفیٰؐ رکھا

پھر اس کے بعد جو مانگا، عطا کیا رب نے
دعا میں جب تیری عترت کا واسطہ رکھا

تھی بے نوائی مری ازرہِ جوازِ کرم
پئے عطا مجھے مولا نے بے نوا رکھا

ہمیشہ میری خطاؤں سے چشم پوشی کی
حضور نے مری نسبت سے واسطہ رکھا

تمام اہلِ سخن مرحبا پکار اُٹھے
نبیؐ کی نعت میں جب قافیہ نیا رکھا

کماں کے دونوں سروں میں ہے جس قدر افضل
خدا نے اس سے بھی کم ان سے فاصلہ رکھا

یوں اُڑا لے مجھے اے شاہسوارِ رحمت
معصیت دیکھتی رہ جائے غبارِ رحمت

حشر میں کیوں نہ ہو تجھ سے سروکارِ رحمت
جب کہ ہے تیری شفاعت پہ مدارِ رحمت

غیر ممکن تو نہیں ہے کہ بہ پایانِ مآل
آہوئے دشتِ معاصی ہو شکارِ رحمت

سج گئے اشکِ ندامت کی بدولت کیا کیا
دامنِ تر پہ مرے نقش و نگارِ رحمت

منعکس رحمتِ یزداں ہے تری سیرت میں
تیری اِک ایک ادا آئینہ دارِ رحمت

نصیب سہل نگاراں یہ نہیں ہو سکتی
کہ نعت لفظ کی تحریم کھو نہیں سکتی

سیاہ نامۂ اعمال دھو نہیں سکتی
غمِ حبیبؐ میں جو آنکھ رو نہیں سکتی

ہزار دسترسِ فن بھی ہو نصیب مگر
بغیر سوزِ دروں نعت ہو نہیں سکتی

حضور یاب ہو کیونکر وہ طبعِ موزوں بھی
جو سلکِ نعت میں آنسو پرو نہیں سکتی

جو آنکھ صبحِ ازل سے ہے منتظر تیری
وہ خوابگاہِ عدم میں بھی سو نہیں سکتی

کرم ہے ان کا کہ بحرِ فنا کی طغیانی
مرا سفینۂ ہستی ڈبو نہیں سکتی

نبیؐ کی یاد میں کھو جا جو خود کو پانا ہے
کہ اپنے کھوئے ہوؤں کو وہ کھو نہیں سکتی

خدا اماں میں رکھے ایسی معصیت سے تجھے
جو آبِ اشک سے دامن بھگو نہیں سکتی

وہ زندگی بھی کوئی زندگی ہے جو خود میں
جمالِ سیرتِ اطہر سمو نہیں سکتی

عجب ہے کیفیتِ ضبطِ غم حضوری میں
کہ دل ہے گریہ کناں، آنکھ رو نہیں سکتی

متاعِ عشقِ محمدؐ ہے دائمی افضل
یہ ہاتھ آئے جو اک بار کھو نہیں سکتی

تشنہ کامی کے کسی دشت کا منظر ہوں میں
مجھ سے دامن نہ بچا ابرِ بہارِ رحمت

چھو سکے گی نہ اُسے آتشِ دوزخ ہرگز
گرد ہے اُمتِ عاصی کے حصارِ رحمت

دل سے کہتا ہوں کہ بے آس نہ ہو فرقت میں
تو بھی دیکھے گا کبھی شہرِ نگارِ رحمت

دیکھ ایامِ غریب الوطنی ختم ہوئے
دیکھ بر آئی تمنائے دیارِ رحمت

میں کسی حال میں مایوس نہیں ہوں افضلؔ
کہ مری آخری منزل ہے جوارِ رحمت

نجاتِ حشر کا ساماں بہم کیا ہوا ہے
قصیدۂ شہِ والا رقم کیا ہوا ہے

مجھے نصیب ہے دارین کی سرافرازی
سرِ نیاز ترے در پہ خم کیا ہوا ہے

نہ کس لیے مرے اشعار وجد آور ہوں
طوافِ خامۂ مدحت رقم کیا ہوا ہے

بسا کے دل میں رسولؐ انام کی الفت
ہر اک جذبۂ دل محترم کیا ہوا ہے

چنوں گا دشتِ مدینہ کے خار پلکوں سے
یہ اہتمامِ جنوں کم سے کم کیا ہوا ہے

بدن میں مائلِ پرواز ہے پئے طیبہ
کہ میری روح نے قصدِ حرم کیا ہوا ہے

بقا مقام و فنا حال ہوں بہ عشقِ نبیؐ
محیطِ بحر میں قطرے کو ضم کیا ہوا ہے

دو نیم ہو کے بھی ہم حوصلہ نہیں ہارے
قلم ہوا ہے جو بازو علم کیا ہوا ہے

رہینِ منت اہلِ کرم نہیں افضلؔ
مرے کریم نے مجھ پر کرم کیا ہوا ہے

یہ غلط کہ نعتِ شہ زمنؐ ، فقط ایک بات کی بات ہے
یہ مراقبات کی دین ہے ، یہ مشاہدات کی بات ہے

سُنے گوشِ جاں سے جو سن سکے، مرے جذب وشوق کے زمزمے
کہ مرے لطائفِ روح کے ، یہ عجائبات کی بات ہے

میں سعید بخت اگر ہوا ، یہ ترا کرم ہے ، تری عطا
کہ سعادتِ ازلی شہا ، ترے التفات کی بات ہے

کسی بادشاہ سے رابطے ، نہ قصیدہ گوئی کے سلسلے
زہے بخت زیب سخن مرے ، شہ کائناتؐ کی بات ہے

مرے پاس حسنِ عمل نہیں ، پہ ہے مغفرت کا مجھے یقیں
بُخدا کہ نسبتِ شاہِ دیںؐ ، ہی فقط نجات کی بات ہے

ہے شہود میں کہ مثال میں، نگراں ہے تو مرے حال میں
تری بارگاہِ جمال میں، مری مشکلات کی بات ہے

ہے یہ خاکسار کی التجا، کبھی میرا اُجڑا نگر بسا
مری زندگی کا ہے مسئلہ، تری ایک جہات کی بات ہے

تھام کر روضہء پر نُور کی جالی نعتیں
عرضِ احوال کریں بن کے سوالی نعتیں

میں نے ہر لفظ میں آنکھوں کو سجا رکھا ہے
میری نعتیں ہیں انہیں دیکھنے والی نعتیں

دونوں عالم میں کہیں جس کی نہیں کوئی مثال
اُس کی اُلفت میں لکھیں میں نے مثالی نعتیں

عمر ساری یہی حسرت رہی میرے دل میں
مجھ سے سُن لیں کبھی کونین کے والیؐ نعتیں

آنچ دے کر تپشِ عشق نبیؐ کی مجھ کو
سوزِ دل مجھ سے کہلوائے بلالؓ نعتیں

نازنیں تھا غمِ محبوبِ دو عالمؐ کتنا
نذر کرنا ہی پڑیں ناز سے پالی نعتیں

اس ترے عاشقِ شوریدہ کے مسلک میں نہیں
جذبۂ شوق کے ہنگاموں سے خالی آنکھیں

جگمگائی ہیں سرِ منزلِ اوجِ اقبال
تیرہ بختی کے اندھیروں میں اجالی نعتیں

میں نے قرآں میں تفکر سے یہ محسوس کیا
ایک بے مثل نے لکھی ہیں مثالی نعتیں

لاج رکھ لینا کہ یہ بندۂ مسکیں آقا
لے کے آیا ہے بڑی دُور سے ڈالی نعتیں

یہ فقط ربِ محمد کی عطا ہے ، ورنہ
مَیں کہاں اور کہاں افضل و عالی نعتیں

واہ کیا شان ہے اے صاحبِ اسریٰ تیری
خاکِ پا چومتا ہے عرشِ معلیٰ تیری

تجھ کو اے صاحبِ معراجؐ وہ معراج ملی
زینتِ عرش بنی خاکِ کفِ پا تیری

حق تعالیٰ کو بھی ہے پیار تری صورت سے
مرحبا صلِ علیٰ صورتِ زیبا تیری

شب کو جب نیند سے آنکھیں مری بوجھل ہو جائیں
مجھ کو بیدار رکھے کاش تمنا تیری

ہجر میں وجہِ سکوں تھا دلِ نا صبر و قرار
قربتیں قلب کو کر دیں نہ شکیبا تیری

تو مدینہ سے جب آئی ہے تو پھر خاک مری
کیوں نہ تعظیم بجا لائے نسیما تیری

کب سے رستے میں ترے اے مرے رشکِ یوسف
جھونپڑا ڈال کے بیٹھی ہے زلیخا تیری

اپنے افضلؔ کو بھی کچھ اپنے کرم کا صدقہ
دھوم ہے سارے زمانے میں کریما تیری

وہ جو وابستۂ رسولؐ نہیں
اُس کا کوئی عمل قبول نہیں

آہ میری جنوں کی قسمت میں
کوچۂ مصطفےٰ کی دھول نہیں

یہی ارمان خارِ جاں ہے کہ میں
دشتِ طیبہ ترا ببول نہیں

نعت ہونا مری جبلت ہے
نعت کہنا مرا اُصول نہیں

درسِ سیرت تلاش کران میں
مری نعتوں پہ صرف جھول نہیں

جب سے حاصل غمِ نبیؐ ہے مجھے
دل غمِ دہر سے ملول نہیں

کربلا، گولڑہ ، نجف ، بغداد
رحمتوں کا کہاں نزول نہیں

سجدۂ شکر کر ادا افضلؔ
نعت کے پھول پا کے پھول نہیں

للہ الحمد مَیں جس وقت جہاں میں اُترا
ہمہ تن گوش ہوا، کیفِ اذاں میں اُترا

ہو کے تحلیل ترا درد مری ہستی میں
صُبحدم آہ بنا ، شب کو فغاں میں اُترا

رات اشکوں سے وہ تاباں تھی زمین گریہ
میں یہ سمجھا میں حدِ کاہکشاں میں اُترا

اے خوشا وہ کہ ترے دین کی عظمت کے لیے
جو کسی معرکہء تیغ و سناں میں اُترا

اِک ترا نام کہ کندہ رہا لوحِ دل پر
اِک ترا ذکر کہ ربطِ دل و جاں میں اُترا

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

یہ تری نعت کا ہے فیض کہ اے نورِ خدا
طرفہ اک حُسن مرے حسن بیاں میں اُترا

آخرِ شب کو ہوا غم کدۂ جاں روشن
کون اس وقت مرے اُجڑے مکاں میں اُترا

بُنِ ہر مُو سے نکلتی ہے صدائے احمدؐ
یہ وظیفہ تو مرے روح و رواں میں اُترا

قُربِ محبوبؐ میں حائل نہ ہو بُعدِ الفاظ
اس لیے اُس کا کلام اُن کی زباں میں اُترا

فتح کرتا ہوا افضلؔ مرے دل کی دُنیا
لشکرِ حُبِّ نبیؐ منزلِ جاں میں اُترا

تو میری تربیت قرآں سے فرما
مجھے تعلیم اپنے ہاں سے فرما

ہوا کچھ اور دے میرے جنوں کو
علاجِ شعلگیٔ داماں سے فرما

کریں تشکیل ملت میں نہ تاخیر
یہ اُمت کے تن آساناں سے فرما

غلط وہمِ دوئی ، زعمِ خودی ہے
دوئی وہماں ، خودی زعماں سے فرما

مری تعمیرِ سیرت کا ہر آغاز
محبت کے کسی عنواں سے فرما

تری آیات کا قاری بنوں میں
مجھے اقرأ جرائے جاں سے فرما

بحقِ عزّ و توقیر محمدؐ
خدایا عفو انساناں سے فرما

کُمک پاؤں ''مریدی لاتخف'' سے
مری نصرت شہِ جیلاںؒ سے فرما

ہے تیرا بندۂ مغفور افضلؔ
اُسے تسکیں اک اپنی ہاں سے فرما

خیال و فکر میں تیرے جمال کی ضو ہے
مری غزل بھی تری نعت ہی کا پرتو ہے

غبارِ وقت سے ہم ماند پڑ نہیں سکتے
کہ طاقِ جاں میں تری شمعِ درد کی لَو ہے

بہت دراز ہیں اب غم کے سلسلے آقاؐ
دل ایک ہے تو مرے دل میں آرزو سو ہے

ہے ان کی چشمِ کرم بار پر مدارِ نجات
بہشت کیا ہے؟ اک اُن کے مزاج کی رَو ہے

مرے لئے یہی سعی صفا و مروہ ہے
تری ثناء میں تخیل کی جو تگ و دَو ہے

خدا گواہ کہ افضل عظیم تر دانند
جمالِ روئے تو از عرش و کرسی ولوے

اللہ رے یہ شانِ کرم یہ ادائے خیر
بہرِ عدو بلند ہیں دستِ دعائے خیر

معراجِ نطق کیوں نہ ہوں تیری ثنا مجھے
تو ابتدائے خیر ہے تو انتہائے خیر

تیرے نقوشِ پا سے ہے تہذیب کو فروغ
قدموں سے تیرے پھوٹ رہی ہے ضیائے خیر

خیر البشرؐ کی ذات سے ہے خیر معتبر
خیر الوراؐ کے دم سے ہے قائم بنائے خیر

کیا مُنہ دکھائیں گے سرِ محشر حضورؐ کو
جو لوگ کر رہے ہیں مکدّر فضائے خیر

حَیّ علی الفلاح کی آواز تو سنو
فرمانِ مصطفیٰؐ ہے کہ اُٹھو برائے خیر

پہچانتا ہوں خیر کو شر سے میں اس طرح
سیرت ہے تیری میرے لیے رہنمائے خیر

میں اُن کا مدح خواں ہوں جہاں میں بھی ارجمند
روزِ جزا بھی میرے لیے ہے جزائے خیر

اُس کو خدا سے اس کو ہے نسبت رسولؐ سے
دل ہے مثالِ کعبہ تو جاں ہے حرائے خیر

وہ دینِ مصطفیٰ سے ہیں اُلٹے پھرے ہوئے
کرتے ہیں اختیار جو شر کو بجائے خیر

خود حق نے دی ہے ذکرِ محمدؐ کے نام پر
مے خانۂ وجود میں پہلی صلائے خیر

دُنیا و آخرت کی بھلائی ہے سربسر
اسلام کا مزاج نہیں ماسوائے خیر

گردابِ معصیت میں سفینہ ہے یہ نبیؐ
پہنچو مری مدد کو مرے ناخدائے خیر

افضلؔ یہ میرے دل کو یقیں ہے کہ ایک روز
خیرالوریٰ سنیں گے مری التجائے خیر

یہ اعجاز فقط چشمِ احمدؐ میں ہے
طائرِ سدرہ تیرِ نظر کی زد میں ہے

جلوہ نُما ہے ذاتِ نبیؐ میں نورِ خدا
صرف اِک پردۂ میم اَحَد احمدؐ میں ہے

روز الست میں جس کا جلوہ دیکھا تھا
آج بھی وہ صورت دل کے معبد میں ہے

تیری سنت جان کر اس کو چومتے ہیں
ایک یہی خوبیِ سنگِ اسود میں ہے

آج بھی میرے ذوقِ سماعت کا پنچھی
تیرے صدائے اقدس کے گنبد میں ہے

میں توحید پرست تجرّد مشرب ہوں
میرا سب کچھ ذکرِ لم یولد میں ہے

میری روح کے زخموں کا درمان فقط
شاہِ مدینہؐ کے لُطفِ بے حد میں ہے

میرا امام تو عشقِ رسولِ اکرمؐ ہے
میری نماز تو پیروی سرمد میں ہے

زمزمہ ہائے نعت کو میرے غور سے سُن
نغمہء سازِ انہد بھی اس مَد میں ہے

کیوں نہ نجومِ ہدایت ہوں اصحابِ نبیؐ
پرتو مرشد قلب مسترشد میں ہے

حلقہء نور میں   مہر رسالت کے افضل
ہر سیارہ اپنی اپنی حد میں ہے

ضابطوں میں نہ ڈھلا میرا دلِ خوگرِ نعت
قلزمِ حمد میں اُترا بھی تو نکلا سرِ نعت

جرح و تعدیل کے لازم تھے سخن پر پہرے
کس قدر تنگ قباؤں میں کھلا پیکرِ نعت

دل میں جب جذبہء تخلیق نے کروٹ بدلی
میرے افکار پریشاں ہوئے صورت گرِ نعت

نعت لکھتا ہوں جو مشکل کوئی پیش آتی ہے
مہبطِ وحیِ سکینت ہے مرا محضرِ نعت

کرمِ ساقیِ کونینؐ سے ان شاء اللہ
بزمِ جنت میں بھی چھلکائیں گے ہم ساغرِ نعت

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

چشمِ قاری میں ابھرنے لگے سیرت کے نقوش
میں نے اس رنگ سے ترتیب دیا دفترِ نعت

جس سے پیدا ہوئے مدحت کے ہزاروں عنواں
آپ ؐ کا اسمِ گرامی ہے وہ اک مصدرِ نعت

اہلِ معنٰی کا یہ ارشاد ہے بعداز تحقیق
جُملہ قرآنِ مقدس ہے ہمہ مظہرِ نعت

عافیت فرش و سکوں بام و سکینت محراب
حرم آسا ہے تصور میں ہر اک منظرِ نعت

کیف آغوش و خنک عکس و کشائش داماں
عرشِ تمکیں ہے مرے سر پہ تنی چادرِ نعت

شاید آ جائیں کبھی روز وہ مہماں بن کر
تکملۂ حمد ثنا ہوں سرِ بستر نعت

میں نے قرآں میں کیا غور تو مجھ پر یہ کھلا
منعکس آئینۂ حمد میں ہے جوہرِ نعت

معنی و جوہر قرآں مرج البحرین است
چشمۂ زمزمِ حمد است لبِ کوثرِ نعت

اب یہ ساقی کی عنایت پہ ہے موقوف کہ وہ
زمزمِ حمد پلا دے کہ مجھے کوثرِ نعت

آخرِ شب کا وہ حصہ ہے (تھا) شبِ قدر مثال
مجھ پہ ہیں لمحاتِ تہجد میں کھلے (کھلا) جب درِ نعت

شانِ الحمد محمدؐ میں ہوئی جلوہ نما
حق نے خود حمد کی بنیاد رکھی از سرِ نعت

گمرہی کا نہ رہا راہِ سخن میں خطرہ
لطفِ خاص اُس شہِ والاؐ کا ہوا رہبرِ نعت

شاید آ جائیں کبھی روز وہ مہماں بن کر
تکملۂ حمد ثنا ہوں سرِ بستر نعت

اے مرے فاتحہ خواں تجھ کو مبارک کہ ہوا
زائرِ آخریں آرامگہِ بُو ذرِ نعت

اُس کے الطاف و عنایات کی حد ہے کوئی
مجھ سے مفلس کو بھی کرتا ہے عطا جو زرِ نعت

ہمہ اصنافِ سخن خوب ہیں لیکن افضل
کوئی بھی صنفِ سخن ہو نہ سکی ہمسرِ نعت

[illegible]
[illegible]

آپؐ کا در ہے وہ آخری راستہ
ڈھونڈتا ہے جہاں ہر کوئی راستہ

آپؐ ہی کے لیے زیست کا ہے سفر
آپؐ منزل ہیں اور زندگی راستہ

آپؐ کے در پہ شیر و شکر ہو گئے
راستہ، راستی، راستی، راستہ

استعارہ ترے دینِ حق کا بنے
پھول ، خوشبو ، صبا ، روشنی ، راستہ

تیری سیرت تکلف سے عاری رہی
تو نے اپنا لیا سادگی راستہ

اہلِ شرع کو ہے راہِ حق ، جس طرح
مُبتدی کے لیئے منتہی راستہ

دل کی رہ سے وہ ہو کر چلے بھی گئے
اور نظر دیکھتی رہ گئی راستہ

شاہِ کون و مکاںؑ کے قدم لینے کو
یہ زمیں ہر کسی کا بنی راستہ

تیری خاکِ قدم کی جب افشاں چُنی
کہکشاں بن گیا ملگجی راستہ

حق کے جلووں میں ڈوبی ہوئی وہ نظر
دُور تک ہم کو دِکھلا گئی راستہ

اُنکے در سے ملے مژدۂ مغفرت
بہرِ بخشش ہے بس اِک یہی راستہ

بڑھ گئیں حد سے جب اس کی پامالیاں
کہہ اُٹھا ، خذیدی یا نبیؐ راستہ

میرے دل میں ہے حُبِّ نبیؐ موجزن
مجھ کو دکھلائے مہرِ علیؓ راستہ

کس نے بخشا ہمیں یہ عروجِ نظر
کون دکھلا گیا اُخروی راستہ

اللہ اللہ صبحِ دیارِ نبیؐ
خُلد آثار وہ شبنمی راستہ

ہوں تصور میں اُس شاہ سے ہم سخن
دے رہی ہے مجھے بے خودی راستہ

اتنی سرعت سے پہنچے نبیؐ عرش پر
طے کرے جس طرح روشنی راستہ

تجھ سے چاہے ترا بندۂ خاکسار
سلسلے کا ترے بیعتی راستہ

اکھیاں دی عبادت اے، آقا دا حسیں چہرہ
مازاغ نظر صورت، والفجر جبیں چہرہ

بیمارِ محبت دی، ہے جان لباں اُتے
اِک وار دکھا جاؤ، للہ شہِ دیںؐ چہرہ

قرآن بہانہ سی، حضرتؐ دی زیارت دا
پڑھدا سی محمدؐ دا، جبریلؑ امیں چہرہ

اطاعت دی سند حُب اے، حُب عینِ حضوری اے
کردا اے عطا دل نوں، انوارِ یقیں چہرہ

دھرتی کی فلک تے وی، اس جیہا نہیں کوئی
بے مثل اے سوہنے دا، واللہ حسیں چہرہ

ہستی دا ہراک منظر ، بے کیف پیا جاپے
کد آ کے وکھاوے گا ، اوہ ماہِ مبیں چہرہ

اقلیمِ دل وجاں تے ، راج اُس دے ای جلوے دا
ہے بزمِ تجلّی دا ، اوہ صدر نشیں چہرہ

لفظاں تھیں معانی وِل ، احرامِ سفر بنھیا
تکیاں جدوں سوہنے دا ، آیاتِ مبیں چہرہ

جذبات مرے دلدے، انج رنگ لیان افضل
آپ اتھروواں نال لکھے ، نعتِ شہِ دیںؐ چہرہ

اساڈے بخت ہوجاون سوتے یارسول اللہؐ
کدیں پھیرا جے پاؤ ساڈے وتے یا رسول اللہؐ

حیاتِ جاوداں میرے قدم چم لے مرن ویلے
جے سر ہووے ترے قدماں دے تھلّے یارسول اللہؐ

زمانے بھر دے عقلاں والیاں دے پیشوا بن دے
تری خاطر جو ہو جاندے نے جھلّے یارسول اللہؐ

تہاڈے بن مراددی اجیہا کون اے جیہڑا
دکھاں درداں دیاں وہراں نوں ٹھلّے یا رسول اللہؐ

خدا شاہد اے جینے آں تری نسبت دے نازاں تے
سوا نسبت دے کجھ نہیں ساڈے پلّے یارسول اللہؐ

مری سُتّی ہوئی قسمت نوں آقا کیوں جگاندے نیں
اے اپنی دیر اے ھُن کیہڑی گلّے یارسول اللہؐ

مدینے پاک بلواؤ کدیں تے اپنے افضلؔ نوں
کدوں تک دُکھ وچھوڑے دے اوہ جھلّے یارسول اللہؐ

یہ میری خاکساری کاش میرے کام آ جائے
نبیؐ کے کفش برداروں میں میرا نام آ جائے

مدینے پاک سے دوری میں ایسے موت ہے افضلؔ
مسافر کو کہیں صحرا میں جیسے شام آ جائے

☆

مجال ہے ترے رُخ پر نظر ٹھہر جائے
یہ اور بات جو دیکھے ٹھہر ٹھہر جائے
زمامِ وقت بدست آپؐ کے غلام رہیں
بلالؓ اذاں نہ اگر دیں سحر ٹھہر جائے

☆

خاک کا پُتلا ہوں میں پیکر ترا ہے نور کا
تیرے میرے درمیاں اک فاصلہ ہے نور کا

ظلمت آبادِ جہاں میں خیر کی منزل ہے تو
تیرے در کی سمت ہر اک راستہ ہے نُور کا

اختلافِ رائے کاباعث ہے حسنِ معنوی
کس کو انکارِ بشر ہے ، مسئلہ ہے نُور کا

اے غمِ عشقِ نبیؐ تجھ سے فروزاں ہے حیات
پہلوئے انساں میں تو اک قمقمہ ہے نور کا

رویتِ حق ہے بصیرت سے ، بصارت سے نہیں
خاص دل کی راہ سے یہ رابطہ ہے نور کا

یوں شبِ غم جل اُٹھے ہیں تیری یادوں کے چراغ
ایسا لگتا ہے کوئی میلہ لگا ہے نُور کا

از مدینہ تا بہ بغداد ، از نجف تا گولڑہ
دُور تک پھیلا ہوا اِک سلسلہ ہے نُور کا

آیۂ قدجاء کم کو غور سے پہلے پڑھو
اب کہو اے منکرو کیا ترجمہ ہے نور کا

جب نبیؐ کے نور کا ہو ذکر پڑ جائے سیہ
منکرِ نورِ نبیؐ کو عارضہ ہے نُور کا

آج بھی افضلؔ ٹھنی ہے کفر و دیں کے درمیاں
آج بھی تیرہ شبی سے معرکہ ہے نور کا

وہ انیسِ غمِ دل مونسِ جاں بھی ہوگا
میرا حامی جو یہاں ہے وہ وہاں بھی ہوگا

دیکھ رضواں یہ ابھی سے مجھے واضح کر دے
خُلد ہو گی کہ مدینے کا سماں بھی ہوگا

عاصیوں پر تری رحمت کا قصیدہ لازم
ہم جو ہوں گے تری رحمت کا بیاں بھی ہوگا

روح وابستہ رہے گی ترے در سے اُس کی
نام لیوا ترا مدفون جہاں بھی ہوگا

صرف اس آس پہ زندہ ہوں کہ اک روز کبھی
تجھ سے آباد مرا قریۂ جاں بھی ہوگا

مہک اُٹھے گا ترے دم سے شبستانِ وجود
طائرِ روح کبھی زمزمہ خواں بھی ہوگا

میرے باطن میں بھی اُبھرے گا ترا نقشِ جمیل
مجھ میں پنہاں ہے جو اب تک وہ عیاں بھی ہوگا

کیا خبر اہلِ ظواہر کو ، خدا ہی جانے
جانے کس سے ترا کیا ربطِ نہاں بھی ہوگا

مَیں ہوں حاضر مگر اے درگہِ آئینہ جمال
ساتھ میرے مری حسرت کا دُھواں بھی ہوگا

اوّل اوّل جسے مدّاحِ حضرتؐ ہے نصیب
آخر آخر وہی ممدوحِ جہاں بھی ہوگا

جس سے کافور ہوئی ظلمتِ افکار مری
میرے وجدان پہ وہ نور فشاں بھی ہوگا

جس سے بیدار ہوئی درد کی دولت مجھ میں
مجھ سے بے نام و نشاں کا وہ نشاں بھی ہوگا

ہونے والی ہے جو کل مجھ پہ عنایت افضلؔ
اُس عنایت کا کسے آج گماں بھی ہوگا

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

قرآن و احادیث کی صورت تری باتیں
ہیں آج بھی اک زندہ حقیقت تری باتیں

ہر دَور میں ہیں قابلِ طاعت ترے احکام
ہر دَور میں ہیں قابلِ طاعت تری باتیں

ہوتے ہیں وہاں گوش بر آواز ملائک
کرتا ہے جہاں کوئی تلاوت تری باتیں

دُنیا ترے اذکار کی برکت سے ہے قائم
اللہ کی ہیں خاص عنایت تری باتیں

کثرت سے نوازے مجھے اللہ کی رحمت
اس واسطے کرتا ہوں بہ کثرت تری باتیں

لاریب کہ ہے افصحِ کونین تری ذات
قرآں کا ہیں اعجازِ فصاحت تری باتیں

جب تک لبِ بیمار میں جنبش کی سکت تھی
کرتا رہا بیمارِ محبت تری باتیں

میں روزِ ازل سے ترا محکوم ہوں آقاؐ
کرتی ہیں مرے دل پہ حکومت تری باتیں

دشمن بھی تری صدق بیانی کا ہے قائل
حقا کہ ہیں معیارِ صداقت تری باتیں

ہر دور میں ہیں مطلعِ انوارِ ہدایت
اے مہرِ سرِ چرخِ رسالت تری باتیں

اللہ کا احساں ہے صحابہؓ کی عطا ہے
پہنچی ہیں جو ہم تک بہ حفاظت تری باتیں

باتیں تری کوئی بھی کرے حق کو ہے محبوب
پیاری ہیں اُسے تیری بدولت تری باتیں

خود حق نے کلام اپنا سُنا تیری زباں سے
خود حق کو ہیں مرغوبِ سماعت تری باتیں

کس منہ سے کروں ذکر ترا سیدِ عالمؐ
کرنے نہیں دیتی ہے ندامت تری باتیں

کافر کے لیے وجہِ سعادت ہے ترا ذکر
مومن کے لیے عین سعادت تری باتیں

افضل ہے ترا ذکر ہر اک ذکر سے مجھ کو
ہیں میرے لیے عین عبادت تری باتیں

خلوص و عجز و نیاز کے دائرے میں رہنا
جہاں بھی رہنا کسی حسیں زاویے میں رہنا

نہ جانا کوئے دوئی شعاراں میں بھول کر بھی
مقربانِ خدا کے وحدت کدے میں رہنا

جو بُعدِ کثرت میں قربِ وحدت کو ڈھونڈتے ہیں
دوئی فراموشگاں کے اُس طائفے میں رہنا

گروہِ لایَحزَنُوں سے وابستگی بڑھانا
جِسے نہ لٹنے کا ڈر ہو، اس قافلے میں رہنا

جہاں پہ ہر خواہشِ بدن اپنا وزن کھو دے
فرازِ جاں کے اس آخری منطقے میں رہنا

فراق ہو یا وصال اویسؓ و بلالؓ آسا
حضوریوں کے نہ ختم ہوتے نشے میں رہنا

جو سیکھنا کوئی چاہتا ہو تو ہم سے سیکھے
بہ فیضِ یادِ شہِ مدینہؐ مزے میں رہنا

حیات بے کارِ محض ہونے سے بچ گئی ہے
خوش آ گیا ہے خود اپنے ہی تجزیے میں رہنا

ہوا ید اللہ فوق ایدیھم اپنا مسلک
پسند آیا ہمیں ترے سلسلے میں رہنا

سجا لیا لب پہ اِنّی وَجّھتُ وَجْھِیَ میں نے
مجھے گوارا نہ ہو سکا ، مخمصے میں رہنا

یہ خاکساری میں کج کلاہی ہے دین تیری
تری عطا ہے فقیر کا طنطنے میں رہنا

جو بیعتی ہے نبیؐ کا ، اعزاز ہے اُسی کا
ہمیشہ زندہ رضائے حق کے صلے میں رہنا

ازل سے شیوہ رہا ہے اُس ناز آفریں کا
حسین تر رُخِ جمیل تر آئینے میں رہنا

گہے بہ بغداد شکلِ غوثِ جلیؒ میں آنا
برنگِ مہر علیؒ گہے گولڑے میں رہنا

گہے سرِ عرش ذات کے تخلیئے میں ہونا
گہے ظہورِ صفات کے جمگھٹے میں رہنا

ردیف کی طرح ہو کے پامالِ شوق افضلؔ
شہِ دو عالمؐ کی نعت کے زمزمے میں رہنا

فنا نژادوں کی دسترس میں بقا کہاں ہے
تمسکِ خیر جزبہ خیر الورا کہاں ہے

وہ جس کے سر پر سوار ہے کبرِ آدمیت
سگانِ طیبہ کا احترام آشنا کہاں ہے

نبیؐ کے نقشِ قدم پہ میری جبیں جھکی ہے
یہ گمرہی ہے اگر تو راہِ ھدیٰ کہاں ہے

یہ کس کے قدموں کی عرش پر سرسراہٹیں ہیں
بجز شہِ دوسراؐ کوئی دوسرا کہاں ہے

یہ عارفانِ تنزل و اَوج ہی بتائیں
نبیؐ کے معراج کی حدِ انتہا کہاں ہے

بہ بزمِ وحدت عروج کیسا نزول کیسا
ہے نورِ حق جلوہ گر جہاں ، ماسوا کہاں ہے

سب آئینہ سازیاں ہیں حُسنِ ازل کی ورنہ
نجف کہاں کربلا کہاں گولڑا کہاں ہے

کریمؒ آقا کرم پہ اپنے نگاہ رکھے
مرے معائب کی سمت وہ دیکھتا کہاں ہے

ہوں زلفِ پیچانِ مصطفٰیؐ کا اسیر افضلؔ
میں کیا بتاؤں تمہیں مرا سلسلہ کہاں ہے

خوشا محوِ ولا رہنے لگا ہے
دل اُس شہؐ پر فدا رہنے لگا ہے

ترے کوچے سے کون اُس کو اُٹھائے
جو مثلِ نقشِ پا رہنے لگا ہے

کہاں کُھلتا تھا تیرے کھولنے سے
درِ جنت کُھلا رہنے لگا ہے

انہیں دیکھا تو کچھ خوش فہم سمجھے
مدینے میں خدا رہنے لگا ہے

زرِ اُمیدِ شفاعت کا گنوا کر
بھلا دامن میں کیا رہنے لگا ہے

وہاں یکجا ہیں توحید و رسالت
جہاں وہ باخدا رہنے لگا ہے

زہے قسمت کہ فکرِ نعت میں گم
دلِ حمد آشنا رہنے لگا ہے

نبیؐ کی نعت کا ہے فیض افضلؔ
کہ دل حمد آشنا رہنے لگا ہے

الم ہے رنج ہے اور ابتلا ہے یا سرورؐ
خدا کے بعد ترا آسرا ہے یا سرورؐ

بموں کی زد میں ہے پھر آج انبیاء کی زمیں
عراقیوں پہ بپا کربلا ہے یا سرورؐ

بھنور سے کشتی اُمت کو جو نکال سکے
وہ صرف تو ہے، وہ تیری دُعا ہے یا سرورؐ

نوازتا ہے تو مجھ پیکرِ معاصی کو
ترا کرم ہے یہ تیری عطا ہے یا سرورؐ

ترے سخن سے عیاں شان لِیْ مَعَ اللہ کی
تری زباں سے خدا بولتا ہے یا سرورؐ

دمک رہا ہے مرا خطِ لوحِ پیشانی
جبیں پہ نقش ترا نقشِ پا ہے یا سرورؐ

سدا سکھی رہے جگ جگ جیئے نصیر ترا
غریبِ شہر کا اک آسرا ہے یا سرورؐ

دراز عمر ہو تیرے ریاض کی آقاؐ
کہ تیرا شاعرِ رنگیں نوا ہے یا سرورؐ

فدا حضورؐ پہ کیونکر نہ ہو دلِ افضلؔ
ولا سرشت ہے حُب آشنا ہے یا سرورؐ

بشر حصارِ الم سے ہو وا گزار کہاں
بغیر اُن کے وسیلے کشادِ کار کہاں

یہ آرزو تو ہے لیکن یہ آرزو ہی تو ہے
بہ ارضِ پاکِ مدینہ مرا مزار کہاں

ہمیں تو اُن کے لیے جاں پہ کھیل جانا ہے
ہم اہلِ عشق کے مسلک میں جیت ہار کہاں

میں بے قرار ہوں ، ہجرِ رسولؐ میں لیکن
مثالِ استنِ حنانہ بے قرار کہاں

برس رہی ہے دل و جاں پہ شبنمِ گریہ
مری طرح کوئی فرقت میں اشکبار کہاں

نبیؑ کی آل سے نسبت تو ہے اُسے لیکن
نبیؑ کی آل کہاں اور خاکسار کہاں

محیطِ جاں اندھیروں میں ضیائیں بانٹ دیتا ہے
وہ مہتابِ عطا اپنی عطائیں بانٹ دیتا ہے

بچانے کے لیے کرب و بلا سے اپنی اُمت کو
جگر گوشوں میں اپنے کربلائیں بانٹ دیتا ہے

بدن کے خول جھلسانے لگے جب وقت کا سورج
تو وہ ابرِ کرم ٹھنڈی ہوائیں بانٹ دیتا ہے

اُسی کا لطف ہے افضلؔ خطا پوشِ گنہگاراں
جو اپنے مدح خوانوں میں ردائیں بانٹ دیتا ہے

نبیؐ کی دید کا ارمان جب مچلتا ہے
مرا گداز مرے آنسوؤں میں ڈھلتا ہے

میں راہِ شوق میں تنہا کبھی نہیں ہوتا
ترا خیال مرے ساتھ ساتھ چلتا ہے

سبک خرام ہے ایسا نبیؐ کا دیوانہ
صبا سے پہلے مدینے میں جا نکلتا ہے

اس ایک لمحہ کے اسرار کوئی کیا جانے
گدازِ عکس سے جب آئینہ پگھلتا ہے

خلافِ راہِ پیمبرؐ چلے جو ایک قدم
وہ گمرہی میں بہت دُور جا نکلتا ہے

تری رضا کا کوئی کیا سمجھ سکے گا مقام
ترے خیال سے کعبے کا رُخ بدلتا ہے

اسیر ہوں میں فقط اُس کی زلفِ پیچاں کا
میں وہ نہیں جو کئی سلسلے بدلتا ہے

وہ اک فقیرِ غنی دو جہاں سے ہے افضل
درِ رسولؐ کی خیرات پر جو پلتا ہے

دلم جلوه گہِ روئے محمدؐ
منم آوارهٔ کوئے محمدؐ

معطر کرد گلزارِ دو عالم
زہے خوشبوئے گیسوئے محمدؐ

جنونِ دل کہ می آید بکارم
کشیده می شوم سوئے محمدؐ

برایں اعزاز من بسیار نازم
کہ گویندم سگِ کوئے محمدؐ

دل و جاں راہمی سازیم افضلؔ
فدائے آں دو ابروئے محمدؐ

بجھ گیا شوکتِ داراوسکندر کا چراغ
یوں ضیا بار ہوا مُرسلِ داورؐ کا چراغ

جب بھی تاریک ہوئی تشنہ لبوں پر دُنیا
بادۂ نور بنا ساقیٔ کوثرؐ کا چراغ

سینکڑوں آندھیاں طوفانِ حوادث کی چلیں
کربلا میں رہا ضو بار بہترؓ کا چراغ

اہلِ ثروت کو گراں بار نہ گزرے تو کہوں
گل نہیں ہو گا کبھی فقرِ ابو ذرؓ کا چراغ

غوثِ اعظمؓ کی پُر اجلال ولایت کی قسم
جگمگائے گا سدا سطوتِ حیدرؓ کا چراغ

یہ زمیں والے تری مثل کہاں سے لائیں
آسماں پر بھی نہیں ترے برابر کا چراغ

مجھ سے پائیں گے ضیاء حشر تلک اہلِ نیاز
تری دہلیز پہ روشن ہے مرے سر کا چراغ

میری بجھتی ہوئی آنکھوں کی تمنا ہے یہی
نُور افشاں رہے تیرے رُخِ انور کا چراغ

اللہ اللہ وہ ماحولِ پُرانوار جہاں
ہے ضیاء بار ترے روضۂ اطہر کا چراغ

گُھپ اندھیرے میں ہتھیلی پہ جمائے سرسوں
دُور تک راہ دکھائے کفِ دلبر کا چراغ

طاقِ جاں میں یہ فروزاں ہے بہ اسمِ احمدؐ
کبھی مدھم نہ ہوا قلبِ منوّر کا چراغ

اس کے انوار کی وسعت ہے افق تا بہ افق
ذکرِ سرکارؐ نہیں مسجد و منبر کا چراغ

اے گلِ قدس تری یاد دلاتا ہے ہمیں
صبحدم صحنِ گلستاں میں گلِ تر کا چراغ

میری قسمت میں اندھیرے کا نشاں تک نہ رہے
آپؐ بن جائیں اگر میرے مقدّر کا چراغ

میرے مرنے پہ صدا غیب سے آئی افضلؔ
گل ہوا بحرِ معانی کے شناور کا چراغ

ظلمتِ غم میں مسرت کی ضیا کو ترسوں
دشتِ غربت میں مدینے کی فضا کو ترسوں

حیف صد حیف کہ ہے دُور مدینہ مجھ سے
آہ صد آہ کہ میں بختِ رسا کو ترسوں

میرے عصیاں کی تجھے لاج ہے طیبہ والےؐ
تیری بخشش کو عنایت کو عطا کو ترسوں

کب مرے دل کے سلگنے کی خبر ہو تجھ کو
جانے کب تک ترے دامن کی ہوا کو ترسوں

وہ خطا جس پہ مچل جائے مزاجِ رحمت
میں خطا کار کسی ایسی خطا کو ترسوں

رونے والے متبسّم رہے جس سے افضلؔ
اُس انوکھے سے تبسم کی ادا کو ترسوں

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

به خطِ خوشبو عقیدتوں کا سلام بادِ صبا نے لکھا
کتابِ ہستی کے سرورق پر جب اسمِ احمدؐ خدا نے لکھا

رسولِ آخرؐ کو حق نے بھیجا کہ جا زمیں پہ مرے حبیبا
گناہگار اُمتوں کے حق میں، شفاعتوں کے خزانے لکھ آ

خدا کے پیارے نبیؐ کا دستِ کرم ہے ہم بے کسوں کے سر پہ
کبھی نہ محتاج ہم نے خود کو تری عطا کا زمانے لکھا

غزل کے پردے میں نعت کہنے کا ڈھنگ اپنا ہی معجزہ ہے
ہمیں نے افضل غمِ نبیؐ کو غمِ جہاں کے بہانے لکھا

تو غنی ہے تری محتاج ہے ساری دُنیا
مجھ پہ کیا دان کرے گی یہ بھکاری دُنیا

مجھ کو توفیقِ ثنا دے کہ بڑی مدّت سے
میرے افکارِ پریشاں پہ ہے طاری دُنیا

سایہء دامنِ رحمت کی پناہیں دے دے
اب کہاں جائے غم و درد کی ماری دُنیا

میں نے اے رحمتِ کونین تری مدحت سے
خیر عقبیٰ کی جو پائی تو سنواری دُنیا

فکرِ عقبیٰ نے اک آفت سے سبکدوش کیا
ذہن سے قرض کی مانند اُتاری دُنیا

ہم غلامانِ درِ آلِ نبیؐ ہیں افضلؔ
ساری دُنیا سے نرالی ہے ہماری دُنیا

جو تری اقتدا میں چلتے ہیں
ظلِ فضلِ خدا میں چلتے ہیں

منزلیں ترے دم سے روشن ہیں
لوگ تیری ضیا میں چلتے ہیں

ہو کے تیرے ہدف سے روگرداں
تیر کیا کیا ہوا میں چلتے ہیں

موج در موج کیا مناظرِ دید
چشمۂ چشمِ وا میں چلتے ہیں

اُن کی یادیں جہاں ہیں بزم آرا
اسی خلوت سرا میں چلتے ہیں

عاصیو اب یہی ہے شکلِ اماں
دامنِ مصطفےٰ میں چلتے ہیں

آؤ چننے ریاضِ نعت کے پھول
وادیِ گولڑا میں چلتے ہیں

کھوٹے سکّے مری دعاؤں کے
اُن کے شہرِ عطا میں چلتے ہیں

میرے انفاسِ زندگی افضلؔ
ذکرِ صلِّ علیٰ میں چلتے ہیں

کبھی چاہت کبھی ارماں کبھی حسرت بن کر
میرے دل میں رہی یاد اُن کی محبّت بن کر

حشر میں نارِ جہنّم سے بچایا مجھ کو
نسبتِ سیّدِ عالمؐ نے شفاعت بن کر

اپنی اُمّت کی مدد حشر میں فرمائیں گے
شافعِ روزِ جزاؐ ، شافعِ اُمّت بن کر

ہادیِ دہر کے دل پر ہوا نازل قرآں
سب زمانوں کے لیے وجہِ ہدایت بن کر

روبرو جاگتے سوتے ہے وہ روئے انور
اب مجھے خواب بھی آتے ہیں حقیقت بن کر

مجھ سے عاصی پہ بھی اُن کی یہ کرم ارزانی
دیکھتا ہوں انہیں آئینۂ حیرت بن کر

اوّل اوّل کی مری شاعری آخر آخر
پھیلتی جائے گی خوشبوئے عقیدت بن کر

میں وہ درماندہ و مہجور کہ جس کے دل پر
ہجر کی رات ستم ڈھائے قیامت بن کر

تیرے الطاف کی اب کوئی کرن ہی اُترے
ظلمتِ جاں میں مری نورِ بشارت بن کر

تیری مدحت میں حوالہ مرا قرآن رہے
شعر جاری ہوں مرے لب پہ تلاوت بن کر

غم نصیبی کے اندھیرے ہیں دل و جاں کو محیط
کاش آ جاؤ کبھی صبحِ سعادت بن کر

اِک فقط تیری شفاعت کے تصور سے رہے
فکرِ عقبیٰ بھی مرے فکر کی جنّت بن کر

اپنے افضلؔ کو وہ اعجازِ سخن دے آقا ان آقا
ان فضاؤں میں وہ گونجے تری مدحت بن کر

دیارِ نور کی جانب سفر مبارک ہو
سوادِ شب میں طلوعِ سحر مبارک ہو

تری نگاہ کو اے زائرِ دیارِ رسولؐ
جمالِ روضۂ خیر البشرؐ مبارک ہو

غبارِ راہ مدینہ کو چوم پلکوں سے
یہی ہے سرمۂ اہلِ نظرؔ مبارک ہو

وہ دن بھی آئے کہ احباب مجھ سے کہتے ہوں
نبیؐ کے شہر میں افضلؔ یہ گھر مبارک ہو

محبوبِ دو عالمؐ کی اُلفت جس دل کو عطا ہو جاتی ہے
دنیائے دنی کی ہر خواہش ، اس دل سے جدا ہو جاتی ہے

یہ در ہے رسولِ اکرمؐ کا ، اس در کی فضیلت کیا کہنا
جتنی ہو قضا اک سجدے میں ، اس در پہ ادا ہو جاتی ہے

جب مشکل کوئی پڑتی ہے حضرتؐ کا وسیلہ لیتا ہوں
پڑھتا ہوں درودِ پاک اُن پرؐ مقبول دُعا ہو جاتی ہے

وہ روئے حسیں جب یاد آئے ، یہ غنچۂ دل کھل کھل جائے
جب اُن کی یاد نہ دل میں ہو ، ہر سانس سزا ہو جاتی ہے

دنیائے محبت سے اُن کی ، نسبت تو کچھ افضلؔ پیدا کر
پھر دیکھ ترے دل کی دنیا ، اک آن میں کیا ہو جاتی ہے

دل ہے وقفِ رنج و غم جانِ جہاںؐ
جاں ہے پامالِ ستم جانِ جہاںؐ

سر پہ ہے بارِ الم جانِ جہاںؐ
اُٹھ نہیں سکتے قدم جانِ جہاںؐ

اِک نگاہِ مہر سے میری طرف
دیکھ اے جانِ کرمؐ جانِ جہاںؐ

فرش سے تاعرش ساری رفعتیں
آپ کے زیرِ قدم جانِ جہاںؐ

آپؐ سلطانِ جہاںؐ ، جانِ کرمؐ
آپ سلطانِ کرمؐ ، جانِ جہاںؐ

سجدہ گاہِ قدسیاں ہیں آج بھی
آپؐ کے نقشِ قدم جانِ جہاںؐ

آپؐ کی چشمِ عنایت ساتھ ہو
جب چلوں سوئے عدم جانِ جہاںؐ

افضلؔ خستہ ہے محتاجِ کرم
اس پہ ہو جائے کرم جانِ جہاںؐ

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

طیبہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہو
محبوبِ کبریاؐ کی زیارت نصیب ہو

جب تک مری رگوں میں رواں ہے مرا لہو
سوزِ غمِ نبیؐ کی حرارت نصیب ہو

اُس درد پر نثار مری ساری زندگی
جو عشقِ مصطفیٰؐ کی بدولت نصیب ہو

احرامِ درد باندھ کے سوئے حرم چلوں
جاں کو گداز قلب کو رقّت نصیب ہو

قربت کے چند لمحے اُسے کیا سکون دیں
جو دل ازل کے روز سے قربت نصیب ہو

یا رب مری زبان پہ آنے سے پیشتر
حرفِ دُعا کو بابِ اجابت نصیب ہو

روزِ حساب جب مری فردِ عمل کُھلے
سلطانِ انبیاءؐ کی شفاعت نصیب ہو

اس تیرگی میں ذہنِ مسلماں کو اے خدا
اصحابِ مصطفیٰؐ کی بصیرت نصیب ہو

صدقے میں اہلِ بدر کے افضلؔ مجھے بھی کاش
اس زندگی میں مژدۂ جنّت نصیب ہو

نازاں ہے جس پہ جودوکرم وہ سخی ہیں آپؐ
قرآن دے رہا ہے گواہی غنی ہیں آپؐ

روشن ہیں آپؐ ہی سے بصیرت کی مشعلیں
ذہنوں کو جو اجال دے وہ روشنی ہیں آپؐ

اب اس کے بعد اور ہمیں چاہیے بھی کیا
ہم اُمتی ہیں اور ہمارے نبیؐ ہیں آپؐ

باطل تھا مٹ چکا ہوں میں حق کی نمود سے
اب میں نہیں ہوں میں، مری جاں آپؐ ہی ہیں آپؐ

افضل میں اک غلام حیات النبیؐ کا ہوں
میں آپؐ پر فدا ہوں مری زندگی ہیں آپؐ

غم سے بُرا ہے حال مری سمت اک نظر
اے آمنہؓ کے لال مری سمت اک نظر

میرے سخن کا حال بھی مجھ ناتواں سا ہے
ہے قافیہ نڈھال، مری سمت اک نظر

لاحاصلیِ عمرِ رواں کیا کروں بیاں
پانی میں جیسے جال، مری سمت اک نظر

اظہارِ مدّعا کا سلیقہ نہیں مجھے
خود ہی مجھے سنبھال مری سمت اک نظر

اے آفتابِ قُدس ازل تاب ابد فروغ
مری سحر اُجال، مری سمت اک نظر

دل کفش بوس ہے ترے اصحاب پاک کا
جاں ہے فدائے آل ، مری سمت اک نظر

وہ حال کر عطا کہ نظر میں نہ جچ سکے
دنیائے قیل و قال ، مری سمت اک نظر

میں جیشِ معصیت کے مقابل ڈٹا رہوں
تیری وِلا ہو ڈھال ، مری سمت اک نظر

سب لوگ باکمال ہیں میرے سوا یہاں
اک میں ہوں بے کمال ، مری سمت اک نظر

وضعِ کفِ سوال بنی ہے نگاہِ شوق
خیراتِ دید ڈال ، مری سمت اک نظر

کب تک کروں دہکتے انگاروں پہ زندگی
تیرا جیئے بلالؓ ، مری سمت اک نظر

مری سرشت معصیت آغاز ، تیری خُو
ہے مغفرت مآل ، مری سمت اک نظر

لفظوں کو میرے حسنِ معانی کی بھیک دے
اے پیکرِ جمال ، مری سمت اک نظر

جب تک جبیں پہ نقش ترا سنگِ در نہ ہو
ہے بندگی و بال ، مری سمت اک نظر

اُمید وارِ چشمِ عنایت ہے خاکسار
خالی نہ در سے ٹال، مری سمت اک نظر

رسولِ پاکؐ کی اُلفت میں آنکھ نم رکھیئے
غمِ رسولؐ کو ہر غم سے محترم رکھیئے

کمالِ معرفت واوجِ بندگی ہے یہی
جبینِ شوق درِ مصطفٰے پہ خم رکھیئے

خدا خدا ہے ، خدا کا معاملہ ہے کچھ اور
لحاظِ شافعِ محشرؐ تو کم سے کم رکھیئے

نبیؐ کی آل کا غم اہلِ دل پہ لازم ہے
نبیؐ کی آل کا دل میں ہمیشہ غم رکھیئے

شفیعِ حشر کے دامن سے ہو کے وابستہ
غلط ہے دل میں جو پرسش کا کوئی غم رکھیئے

نبیؐ کی یاد سے جانوں کو مطمئن کیجئے
علیؑ کے ذکر سے جذبوں کو تازہ دم رکھیئے

بوقتِ نزع بھی آقا مری مدد کیجئے
بروزِ حشر بھی مولا مرا بھرم رکھیئے

ہے میری خاک کو بھی حسرتِ قدم بوسی
مرے حبیبؐ مری خاک پر قدم رکھیئے

حضورؐ ! افضلؔ مسکیں کی التجا ہے یہی
کہ اس گدا پہ کشادہ درِ کرم رکھیئے

یا سرورِ کونینؐ بھنور میں ہے سفینہ، ساحل سے لگا دو
پہنچو مری امداد کو یاشاہِ مدینہؐ، دُکھ درد مٹا دو

اک آگ کہ مجھ سے نہ بجھے گی نہ بجھی ہے سینے میں لگی ہے
سوزِ غمِ فرقت سے ہے سوزاں مرا سینہ، دامن کی ہوا دو

اُٹھتا نہیں اب بارِ الم جانِ حزیں سے، کہنا شہِ دیںؐ سے
بگڑی ہوئی تقدیر مری شاہ مدینہ، للہ بنا دو

انساں کی عظمت ہے اسی عشق کے دم سے، مولا کے کرم سے
عشقِ شہِ دیںؐ عظمتِ انساں کا ہے زینہ، دُنیا کو بتا دو

جس دل میں محبت ہے شہِ ارضؐ و سما کی محبوب خدا کی
افضل ہے وہ دل دہر میں انمول نگینہ، اس دل کو جلا دو

شکوہِ سطوتِ شاہی سے بے نیاز ہوا
حضورؐ کی جو غلامی سے سرفراز ہوا

ہوائے کوچۂ یثرب کا اک کرشمہ تھا
مرا وجود کہ خاکِ رہِ حجاز ہوا

ہزار جرم کے باوصف مغفرت ہوگی
شفیعِ حشرؐ اگر تیرا چارہ ساز ہوا

پیا نہ ساغرِ حُبِّ رسولؐ زاہد نے
برائے نام ہی کم بخت پاک باز ہوا

میں سو رہا تھا مگر میرا بخت تھا بیدار
عجیب وقت میں لُطفِ شہِ حجازؐ ہوا

بساطِ عمر سمٹتی چلی گئی لیکن
غمِ فراق کا ہر سلسلہ دراز ہوا

رہا نہ کوئی بھی محروم اُس گھڑی افضلؔ
وہ پادشاہِ کرم جب کرم طراز ہوا

رُخِ حیات کا غازہ ، دلِ مُلول کے پھول
لگے ہیں ہاتھ مرے کربلا کی دُھول کے پھول
میں اُمّتی ہوں نبیؐ کا نہ کیوں انہیں چاہوں
حسینؑ اور حسنؑ ہیں مرے رسولؐ کے پھول

کیا بھلے دن تھے کہ ہم شغلِ ثناء رکھتے تھے
فکرِ امروز کو فردا پہ اُٹھا رکھتے تھے

فرصتِ شوق کے لمحات میسّر تھے ہمیں
روز و شب مشغلہء حُبّ و وِلا رکھتے تھے

اسم سرکارِ دو عالمؐ تھا وظیفہ اپنا
گنبدِ جاں میں یہی ایک صدا رکھتے تھے

حُرم و دَیر کی تفریق میں تقسیم نہ تھے
معتبر یار کا نقشِ کفِ پا رکھتے تھے

کفش بوسی کی سعادت تھی تصور میں نصیب
قدمینِ شہِ کونینؐ میں جا رکھتے تھے

صورتِ نقشِ کفِ پا تھی فقط اپنی نمود
پردۂ ہستیِ موہوم اُٹھا رکھتے تھے

نقشِ باطل کی طرح ، حرفِ غلط کی صورت
اپنے ہونے کا گماں دل سے مٹا رکھتے تھے

پسِ در ماندگیِ شوق تھے ارماں کیا کیا
خاک ہو کر بھی مدینے کی ہوا رکھتے تھے

''بست'' میں وجہِ سکوں تھی کوئی اُمیدِ ''گشاد''
ماورا پر کسی امکاں کی بنا رکھتے تھے

گریہء شوق کی رم جھم تھی محیطِ دل و جاں
چشمِ پُر آب میں تاروں کی ضیا رکھتے تھے

آنکھ کی جھیل میں کھلتے تھے عقیدت کے کنول
روح میں تشنگیِ کرب و بلا رکھتے تھے

اتباعِ شہِ مظلومؑ تھا مسلک اپنا
یوں بھی ہم شیوۂ تسلیم و رضا رکھتے تھے

حق پہ مٹنے کی تمنا لئیے پھرتی تھی ہمیں
جذبۂ پیرویِ آلِ عبا رکھتے تھے

لب پہ جاری تھا شب و روز درود اور سلام
دل و جاں آلِ محمدؐ پہ فدا رکھتے تھے

صحبتِ لختِ دلِ مہرِ علیؒ حاصل تھی
نازشِ خوبیِ تقدیر بجا رکھتے تھے

چشمِ وجدان پہ روشن تھا ضمیرِ ہستی
بے خودی میں بھی دو عالم کا پتا رکھتے تھے

زرِ الطاف سمٹنے میں نہیں آتا تھا
اپنی کوتاہیِ داماں سے گِلا رکھتے تھے

رمِ خوشبو تھا رہِ نعت میں خامے کا خرام
ضبطِ تحریر میں اندازِ صبا رکھتے تھے

زیست بے کیف نہ تھی وقت پُر آشوب نہ تھا
ذہن میں روشنیٔ صلِ علیٰ رکھتے تھے

اے خنک دورِ سعید اور وہ عہدِ فرخ
یادِ محبوبؐ میں جب خود کو بھلا رکھتے تھے

لے اُڑی طرفگیِ رنگِ سخن فکرِ معاش
ورنہ ہم سب سے جدا طرزِ نوا رکھتے تھے

اب وہ رُو داد سنائیں تو سنائیں کس کو
اب کسے یاد کہ ہم کون تھے کیا رکھتے تھے

کرم اے پشت پناہِ ہمہ خستہ حالاں
کرم اُن پر جو ترا درد سوا رکھتے تھے

پھر سے کر دے اُسے سینوں میں ہمارے زندہ
تجھ سے نسبت جو ہم اے شاہِ ھدیٰ رکھتے تھے

پھر وہی دور پلٹ آئے کہ جس میں افضلؔ
خود کو وابستۂ دامانِ عطا رکھتے تھے

کر ہی دے اب تو کرم ربِّ دو عالم ہم پر
”ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے“

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

جس کی آنکھوں میں ہے عکسِ رُخِ زیبا تیرا
کتنا خوش بخت ہے وہ چاہنے والا تیرا

بھیگی پلکوں سے بہاروں میں تری راہوں کو
گیلی آنکھوں سے میں تکتا رہوں رستا تیرا

تو گزر جائے رہِ دل سے صبا کی صورت
سرِ جلوہ کبھی مجھ پر نہ ہو افشا تیرا

میں بھی پاتا جو ترا عہدِ گرامی آقا
عکسِ رخ آنکھ کی پتلی میں بٹھاتا تیرا

ماسوااللہ کا ہر نقش ٹھہرتا باطل
درسِ توحید عجب رنگ جماتا تیرا

بھیگ جاتی ہیں اسی سوچ میں اکثر پلکیں
میری آنکھوں نے زمانہ نہیں دیکھا تیرا

فرقِ اقدس پہ جچے دوشِ مبارک پہ سجے
وہ تری بُردِ یمانی وہ عمامہ تیرا

اُبھر آتے ہیں تصور میں خطوطِ صد رنگ
یاد آتا ہے جو مجھ کو لب و لہجہ تیرا

صبح کی پہلی کرن بھیجتی ہے اس پہ درود
نور جس ساعتِ مسعود میں چمکا تیرا

حفظ کرلوں رُخِ پُر نور کی آیاتِ جمال
میری آنکھوں میں سما جائے سراپا تیرا

ہو کفن پر مرے تحریر "محمدؐ کا غلام"
قبر میں بھی ہو مرے پاس حوالہ تیرا

شادماں ہوں کہ حضوری کی گھڑی آ پہنچی
لے کے آئی ہے صبا آج بلاوا تیرا

اپنے افضلؔ کو بھی خیراتِ کرم سے حصّہ
وہ بھی ہے ایک گدائے درِ والا تیرا

روگ ایسا ہے کوئی دل کو نہ غم ایسا ہے
مجھ پہ آقائے دو عالمؐ کا کرم ایسا ہے

ماسوااللہ کا اب ذکر یہاں ہے باطل
اب مرا دل تری یادوں کے حرم ایسا ہے

شاخِ افکار پہ کھلتے ہیں ثناء کے غنچے
نمِ اخلاص گلِ جاں کو بہم ایسا ہے

کس نے انساں کو تمدن کا سلیقہ بخشا
کون شاہِ عربؐ و میرِ عجمؐ ایسا ہے

جیسے گلشن میں ہو پھولوں پہ نزولِ شبنم
اُن کے جلووں کا ترشّح بہ قسم ایسا ہے

حسنِ تحریر ہو شایانِ رسالت جس کا
کیا کوئی خامہء اعجاز رقم ایسا ہے؟

جس کی آمد سے ہے یثرب کی زمیں خلد مقام
کوئی میموں قدم اُس شاہِ حرمؐ ایسا ہے؟

جس کے سائل کو بھی اعزاز ہے "لاتنہر" کا
وہی قرآں شیمؐ و جانِ کرمؐ ایسا ہے

امر و خلق اس کی تجلی سے ضیا پاتے ہیں
وہ نوازندۂ موجود و عدم ایسا ہے

صرف تیری ہی عنایت ہے کلامِ افضلؔ
تیری توفیق سے اندازِ رقم ایسا ہے

حضورؐ دل سے مرے بیکلی نہیں جاتی
کرم ہو مجھ پہ کہ آشفتگی نہیں جاتی

نواحِ جاں میں پڑاؤ ہیں نااُمیدی کے
حصارِ یاس میں ہوں ، بیدلی نہیں جاتی

غمِ جہاں نے تہی کیف کر دیا کتنا
کہ تیری نعت بھی اکثر کہی نہیں جاتی

کوئی جھلک رُخِ والشمس کی مرے آقاؐ
مری حیات کی تیرہ شبی نہیں جاتی

میں اپنا حالِ غمِ دل کروں بیاں کیسے
کہ دل کی بات زباں سے کہی نہیں جاتی

وہ جب سے عکس فگن ہیں مرے تصور میں
خیال و فکر کی تابندگی نہیں جاتی

خدا سے مانگ خدا کے حبیبؐ کی اُلفت
یہ چیز وہ ہے جو آئی ہوئی نہیں جاتی

محبت شہِ دیںؐ لازوال ہے افضل
پسِ فنا بھی یہ وابستگی نہیں جاتی

دل غریقِ حُبِّ شاہِ انس وجاں ہونے لگا
اک ذرا سی آبجو تھا، بیکراں ہونے لگا

گلشنِ طیبہ کی یاد آئی سرِ شامِ حیات
مرغِ جاں بہرِ نشیمن پرفشاں ہونے لگا

آئینہ دارِ تحیّر تھا تصور کا جمال
رازِ دل آخر نگاہوں سے عیاں ہونے لگا

اُن کے بیمارِ محبت کو دوا سے کام کیا
اُن کا اسمِ پاک ہی آرامِ جاں ہونے لگا

تھا حرم میں بھی نبیؐ کے عشق کا سودا مجھے
دل مدینے کیلئے دامن کشاں ہونے لگا

حق نے لولاک لما کا تاج پہنایا اُنہیں
ذکر اُن کا داستاں در داستاں ہونے لگا

وہ خدا ہے اُس کے پیارے کا وسیلہ چاہیے
بے سبب افضلؔ کہاں وہ مہرباں ہونے لگا

یہ میری خاکساری کاش میرے کام آ جائے
نبیؐ کے کفش برداروں میں میرا نام آ جائے

دکھا دی ہے مجھے اُس نے صراطِ مستقیم ایسے
مری سوچوں میں اب ممکن نہیں ابہام آ جائے

مرے ادراک کو ایسا بصیرت آشنا کر دے
مجھے آغاز سے پہلے نظر انجام آ جائے

حضور! اَب اہلِ پاکستان کے دل کی تمنا ہے
کسی صورت ہمارے ملک میں اسلام آ جائے

مدینے پاک سے دُوری میں ایسے موت ہے افضلؔ
مسافر کو کہیں صحرا میں جیسے شام آ جائے

زہے عزّت زہے عظمت زہے شانِ علیٰ اُس کی
خدا کے عرش کی زینت بنی ہے خاکِ پا اُس کی

بشر کو کب یہ طاقت ہے کرے مدح و ثنا اُس کی
بشر ایسا کرے توصیف خود ربُّ العلیٰ اُس کی

کرم اُس کی طبیعت ہے عنایت ہے ادا اُس کی
کبھی محروم رکھے گی نہ سائل کو عطا اُس کی

سہارا آپؐ کے ہے پیار کا جس کو زمانے میں
مدد فرمایئے پیارے محمدؐ مصطفیٰؐ اُس کی

معطّر ہو گیا عالم ، یہی محسوس ہوتا ہے
کہ خوشبو لائی ہے گلزارِ ہستی میں صبا اُس کی

ازل سے جو تمہارا کشتۂ تیغِ محبّت ہے
تمہارے ہاتھ میں ہے لاج محبوبِ خدا اُس کی

صدائے صور سے محشر میں اُٹھوں گا نہ میں ہرگز
عدم کی نیند سے مجھ کو جگائے گی صدا اُس کی

جیئے گا اور مرے گا تیری اُلفت میں ترا افضلؔ
یہی ہے ابتدا اُس کی یہی ہے انتہا اُس کی

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

وہ دل نہیں جس میں نہ ہو ارمانِ رُخِ دوست
وہ آنکھ ہی کیا جو نہ ہو قربانِ رخِ دوست

دل ہے مرا سو آنکھ سے حیرانِ رخِ دوست
سو دل سے ہیں آنکھیں مری قربانِ رخِ دوست

اب دیکھ لو ہم کو کہ غنیمت ہیں جہاں میں
ہم خاک بسر لوگ سفیرانِ رُخِ دوست

کیا خوف اُسے تیرگیِ قبر کا ہوگا
جو شخص کہ ہے جلوہ بدامانِ رُخِ دوست

ہر زاویۂ حسن میں تکتے ہیں اسی کو
ہم اہلِ نظر جلوہ اسیرانِ رُخِ دوست

یا رب کرم اس پر بھی رخِ دوست کا صدقہ
افضلؔ بھی ہے منجملہ گدایانِ رُخِ دوست

ہے کاہکشاں عکسِ غبارِ رہِ طیبہ
اللہ رے یہ عزّ و وقارِ رہِ طیبہ

قسمت ہے مری آئینہ دارِ رہِ طیبہ
صد شکر کہ ہوں مشتِ غبارِ رہِ طیبہ

اک بار اگر مجھ کو پکارے رہِ طیبہ
سو جان سے ہو جاؤں نثارِ رہِ طیبہ

دیوانگیِ شوق مرا زادِ سفر ہو
پلکوں سے چنے جاؤں میں خارِ رہِ طیبہ

وہ اک سفرِ شوق بھی کیا کیف فزا تھا
آنکھوں میں ابھی تک ہے خمارِ رہِ طیبہ

ہیچ اُس کی نظر میں ہیں دو عالم کی بہاریں
ہے جس کی نگاہوں میں بہارِ رہِ طیبہ

اُٹھا نہ دھواں تک مری خاکسترِ جاں سے

دل ہی میں رہا شوقِ غبارِ رہِ طیبہ

سلطان مدینہ کا میں دیوانہ ہوں افضلؔ

کیوں رقص نہ کرتا سرِ خارِ رہِ طیبہ

نظر نظر میں سما رہے ہیں مدینے والے

دلوں کو جنّت بنا رہے ہیں مدینے والے

کرم کے گوہر لٹا رہے ہیں مدینے والے

جہاں کی بگڑی بنا رہے ہیں مدینے والے

نظر میں ٹھہرا ہوا ہے عہدِ نبیؐ کا منظر

وہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں مدینہ والے

مجھے مدینے سے کاش افضلؔ پیام آ جائے

تجھے مدینے بلا رہے ہیں مدینے والے

مُحیطِ جاں تھا یہی ایک دائرہ برسوں
دل اُن کے ہالۂ انوار میں رہا برسوں

ترا خیال تھا مجھ کو فقط ترا ہی خیال
مزہ وصال کا یوں ہجر میں لیا برسوں

الٰہی اب تو مدینے کی حاضری ہو نصیب
کہاں تلک کوئی اُن سے رہے جدا برسوں

نبیؐ کے کوچۂ عالی میں زندگی ہو بسر
جیئوں میں بن کے مدینے کا اک گدا برسوں

وہ اس لئے کہ اُنہیں حالِ دل سنانا تھا
کسی سے حالِ دل اپنا نہ کہہ سکا برسوں

نثار میں ترے اصحاب کے مقدّر پر
شرف ملا ہے جنہیں تیری دید کا برسوں

معاشرت کے سب آداب اُس کی بخشش ہیں
رہا جو خلوتیِ گوشۂ حرا برسوں

مَیں اُن کے عہد میں ہوتا تو کتنا اچھا تھا
کہ اُن کے چہرۂ انور کو دیکھتا برسوں

اسی لئے مجھے رونا پسند ہے افضلؔ
کہ روئے ہیں غمِ اُمّت میں مصطفٰےؐ برسوں

خود رفتۂ اُلفت ہوں خود آگاہ نہیں ہوں
گم ہوں میں تری راہ میں گمراہ نہیں ہوں
منظومِ تفکّر کی مَیں منزل تو ہوں لیکن
بے ربط خیالوں کی گزر گاہ نہیں ہوں

بس ایک بار فقط مجھ کو موت آنی ہے
پھر اس کے بعد ابد تک مَیں مر نہیں سکتا
ہے میری نظم و غزل میں پیامِ عزم و عمل
میں اہلِ نثر کی صورت بکھر نہیں سکتا

فقرِ بوذرؓ بے نیازِ برگ و سامانِ جہاں
تیرا افلاسِ یقیں تیرے لیے آزارِ جاں
منکرِ ربِّ اَبو ذرؓ فکرِ بوذرؓ اور ہے
تجھ کو فکر و فقرِ بو ذرؓ سے کوئی نسبت کہاں

سر بسجدہ جو کہ پیشِ خالقِ اکبر نہیں
بندۂ زر ہو تو ہو وہ بندۂ بو ذرؓ نہیں
یہ بجا زردار کی ہے دشمنی میں پیش پیش
یہ غلط ہے اُس کے دل میں آرزوئے زر نہیں

سُرخ سوچیں ہیں تری ، سبز اُمنگیں میری
تجھ کو تخریب سے مطلب ، مجھے تعمیر سے کام
تو بھی انسان ہے، میں بھی ہوں اک انسان مگر
تو ہے لینن کا پجاری میں محمدؐ کا غلام

خطّۂ پاک میں ہم لوگ نظامِ اسلام
سبز پرچم کے تقدّس کی قسم ، لائیں گے
سُرخ منشور ہے جن کا یہ بتا دو اُن کو
انقلاب آئے گا اس ملک میں، ہم لائیں گے

فکر آلودہ نہ ہو میرا خیالِ زر سے
فقر مشغول مجھے ذکرِ صمد میں رکھے
مجھ کو ہر دَور میں تسلیم کرے گی دُنیا
کوئی جتنے بھی دلائل مرے رد میں رکھے

کم سخن ہوں مری کم گوئی پہ مت جا واعظ !
لفظ ہیں تیرے تصرف میں تو ابجد میرے
تجھ کو یہ فخر کہ دنیا تری عقبیٰ تیری
مجھ کو یہ ناز کہ اللہ و محمدؐ میرے

کس کی مجال جزو کو کل سے جدا کرے
قرآں کا احترام ہے ابجد کا احترام

وہ احترامِ ذاتِ محمدؐ کرے گا کیا
جو کر سکا نہ آلِ محمدؐ کا احترام

اے فلک بوس محلّات میں رہنے والو
جھوٹی عزّت کے خیالات میں رہنے والو
شہرِ یاروں کی مدارات میں رہنے والو
حق سے اُمیدِ مفادات میں رہنے والو

بندۂ درد بنو نسبتِ جامیؒ مانگو
مانگنے والو محمدؐ کی غلامی مانگو

مسندِ وقت کے بے طرح قصیدہ خوانو
لطف کیا مدحِ محمدؐ میں ہے تم کیا جانو
عقل سے کام لو ناداں نہ بنو نادانو
اپنے جیسا ہی ہر اک شخص کو مت گردانو

تم نے ہر دور کے سورج کو سلامی دی ہے
ہم نے اللہ کے شیروں کی غلامی کی ہے

اے کہ تم لوگ مسلماں ہو مسلمان بنو
ملک وملت کے نگہباں ہو نگہبان بنو
ماؤں بہنوں کے غم و درد کا درمان بنو
آخر انسان کی اولاد ہو انسان بنو

حُبِّ دُنیا ہوسِ لذتِ فانی کب تک
میرے ہم عمر جوانو ! یہ جوانی کب تک

دوستو ! فہم و فراست سے کوئی کام بھی لو
تم کبھی جائزۂ گردشِ ایام بھی لو
منتظر کیا ہو بس اللہ کا اب نام بھی لو
تھام لو پرچمِ توحید کو اب تھام بھی لو

اشرفِ خلق ہو تم ، وارثِ قرآن ہو تم
عظمتِ دینِ پیمبرؐ کے نگہبان ہو تم

دوستو! جدّتِ فن سے ہے جو عاری جدّت
طبعِ دانش پہ گزرتی ہے وہ بھاری جدّت
راکھ کے ڈھیر کی صورت ہے تمہاری جدّت
شعلہء زیست سے خالی ہے یہ ساری جدّت
اور جو چاہو کرو تم مگر ایسا نہ کرو
ادبِ عالیہ کے نام کو رُسوا نہ کرو

کچھ خبر ہے تمہیں انساں کی حقیقت کیا ہے
تنِ خاکی میں دل و جاں کی حقیقت کیا ہے
دین کیا چیز ہے ایماں کی حقیقت کیا ہے
غمِ دوراں غمِ جاناں کی حقیقت کیا ہے
غمِ دوراں ، غمِ جاناں سے جدا کچھ بھی نہیں
غمِ جاناں ، غمِ دوراں کے سوا کچھ بھی نہیں

غمِ جاناں جسے اس دہر میں حاصل نہ ہوا
غمِ دوراں کبھی اُس شخص کی منزل نہ ہوا
جذبِ دل اُس کا کبھی گرمی محفل نہ ہوا
اُس کو اندازۂ طوفاں لبِ ساحل نہ ہوا
غمِ جاناں سے جہاں نور و ضیا پاتا ہے
دل کا آئینہ اسی غم سے جلا پاتا ہے

دردِ انساں کے ہر اک جال کو میں جانتا ہوں
اہلِ جدّت کی ہر اک چال کو میں جانتا ہوں
اُن کے کردار کو افعال کو میں جانتا ہوں
اُن کے باطن کے خدوخال کو میں جانتا ہوں
دردِ انساں کا یہ ہاتھوں میں علم رکھتے ہیں
دل میں اک زعمِ شناسائی غم رکھتے ہیں

غمِ جاناں جو نہ ہو جذبہء ایثار نہ ہو
حُسنِ افکار نہ ہو عظمتِ کردار نہ ہو
پھر زمانے میں کسی کا بھی کوئی یار نہ ہو
کوئی ہمدرد نہ ہو اور کوئی غمخوار نہ ہو

پوری انسانیت انساں کی حدوں میں گُم ہے
غمِ دوراں ، غمِ جاناں کی حدوں میں گُم ہے

خالقِ کل نے تمہیں دہر میں ممتاز کیا
تم پہ الطاف و عنایات کا در باز کیا
سرفروشانہ اداؤں سے سرافراز کیا
علم کا نور دیا ، واقفِ ہر راز کیا

جن کی عالم میں مسلّم ہے فضیلت تم ہو
یعنی اللہ کے محبوب کی اُمّت تم ہو

محبوبِ کبریا شہِ مشکل کشا علیؑ
آئینہِ جمالِ رُخِ مصطفٰےؐ علیؑ

کام آئے میرے عالمِ نزع میں اُن کا نام
نکلے بدن سے جاں تو زباں پر ہو یا علیؑ

وَلیوں کے تاجدار ہیں ، اُمّت کے غمگسار
مولائے کائنات ہیں شیرِ خدا علیؑ

ذاتِ کریم آپؐ کی اُمّت میں فرد ہے
پیدا ہوا نہ ہو گا کوئی دوسرا علیؑ

اُمّت میں کوئی فیض رساں آپ سا نہیں
ثانی نہیں ہے جن کا وہ ہیں برملا علیؑ

اُن کے بغیر حق کا تصور محال ہے
حق آشنا و حق نگر و حق نما علیؑ

افضل کوئی بھی عہد ہو ہر عہد کے لیے
غوثِ جہاں امامِ زماں مقتدا علیؑ

آتی ہے صدا آج بھی طیبہ کی گلی سے
ملنا ہے محمدؐ سے تو مل لیجے علیؑ سے

خوشبوئے علیؑ آتی ہے کیا گولڑے آ کر
اُس گلشنِ تطہیر کی ہر ایک کلی سے

پھیلائے نہیں ہاتھ کبھی غیر کے آگے
نادار ہوں لیکن مری نسبت ہے علیؑ سے

سربستہ ہے دُنیا پہ ابھی سِرِّ ولایت
یہ راز کھلے گا کسی اللہ کے ولی سے

افضلؔ ہے وہ دل عرشِ مُعلّٰی سے بھی افضل
نسبت ہے جسے حُبِ نبیؐ مہرِ علیؑ سے

گویم چہ ثنائے اُو کہ اُمُّ الحسنینؑ است
تسکینِ دل و جانِ نبیِ الحرمین است

جبریلؑ بصد عجز و نیاز آمدہ ایں جا
ایں بار گہِ حضرتِ اُمُّ الحسنینؑ است

از شانِ عجب سرورِ کونینؐ می آید
بَر پُشت حسنؑ است و سرِ دوش حسینؑ است

بر آلِ عبا ناز کُند شانِ رسالت
ہر طفلک نو خیز امام الثقلین است

یا رب بنواز از کرمِ خویش کہ افضلؔ
از حلقہ بگو شانِ رسول الثقلینؐ است

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

لِلّٰہ نظرِ رحمت ، یا فاطمۃ الزہراؑ
ہے خوار و زبوں اُمّت ، یا فاطمۃ الزہراؑ

اے محسنۂ ملّت ، اے وارثۂ رحمت
اے قاسمۂ جنّت ، یا فاطمۃ الزہراؑ

تو بنتِ پیمبرؐ ہے ، تو بانوئے حیدرؑ ہے
اللہ رے تری عظمت ، اے فاطمۃ الزہراؑ

صد شکر بجا آرم ، از کلکِ من ار خیزد
یک شعر بشایانت ، یا فاطمۃ الزہراؑ

کب اذنِ سفر ہو گا ، کب حاضرِ در ہو گا
مہجورِ غمِ فرقت ، یا فاطمۃ الزہراؑ

محشر میں جب افضلؔ سے ، اعمال کی پُرسش ہو
کام آئے تری نسبت ، یا فاطمۃ الزہراؑ

مخدومۂ کونین تو بنتِ شہِ دیںؐ ہے
چوکھٹ تری سجدہ گہِ اربابِ یقیں ہے

جھولا ترے بچّوں کا جھلاتے تھے ملائک
شاہد مرے اس قول پہ جبریلِ امیں ہے

جو نسل ہے وابستہ ترے پاک بطن سے .
اُس نسل کا اعزاز سدا خدمتِ دیں ہے

اللہ رے یہ اوج ترے بختِ رسا کا
بوسہ گہِ سلطانِ زمنؑ تیری جبیں ہے

ہے جرم اگر آلِ محمدؐ کی محبت
افضلؔ مجھے اس جرم سے انکار نہیں ہے

وہ دیارِ ہمہ اسرار بھی دیکھا جائے
اُفقِ وقت کے اُس پار بھی دیکھا جائے

عازمِ کرب و بلا بھی ہو کبھی ذوقِ جنوں
مشہدِ سیدِ ابرار بھی دیکھا جائے

ہو کے دُنیا کے علائق سے کبھی بیگانہ
خود کو آزاد و سبکسار بھی دیکھا جائے

جذب و مستی کے کسی عالمِ حیرت زا میں
عشق کا قافلہ سالار بھی دیکھا جائے

جس کی ضو سے ہے شبستانِ امامت روشن
وہ علیؑ کا دُرِ شہوار بھی دیکھا جائے

جس کی تخلیق پہ نازاں ہے خدائے عالم
دستِ قدرت کا وہ شہکار بھی دیکھا جائے

پسرِ فاطمہؑ کے خال و خدِ رعنا میں
جلوۂ حیدرِ کرارؑ بھی دیکھا جائے

علی اصغرؑ سے ہو معصوم پہ جب بندشِ آب
جوشِ عباسِ علمدارؑ بھی دیکھا جائے

جب جھلستے ہوئے خیموں کی طنابیں ٹوٹیں
چہرۂ عابدِؑ بیمار بھی دیکھا جائے

دل میں جب درد کوئی تشنہ لبوں کا جاگے
گریۂ دیدۂ خونبار بھی دیکھا جائے

اُس کے دیدار کا ارماں نہ ہو پورا افضلؔ
یہ الگ بات کہ سو بار بھی دیکھا جائے

جن پہ مورخ کی نظر بھی نہ پڑی تھی اُن کو
پا بہ جولاں سرِ بازار بھی دیکھا جائے

جسے نصیب ہوئی تن سے سر کی آزادی
اُسی کی دین ہے فکر و نظر کی آزادی

کھلی فضامیں حدِ آسماں بھی جستِ نظر
فلک شکار ہے کیا لمحہ بھر کی آزادی

وہ جن کا دستِ تسلّی رہا غلاموں پر
غلام بن کے رہی اُن کے در کی آزادی

غمِ حسینؑ کے پابند ہیں مرے آنسو
مجھے قبول نہیں چشمِ تر کی آزادی

اسیر جب نہ ہوئی شوقِ خودنمائی میں
صبا کے ہاتھ لگی بحر و بر کی آزادی

صد آفریں کہ اسیرانِ کربلا تم نے
جہاں میں تابہ اَبد معتبر کی آزادی

یہ اُس کا فیض ہے افضلؔ کہ اب قیامت تک
نہ کوئی چھین سکے گا بشر کی آزادی

سبب یہی تو ہے ملت کی تیرہ بختی کا
دلوں میں نُور نہیں ''اَلحُسَینُ مِنّی'' کا

وہ نوکِ نیزہ پہ قرآں سرا اُسے دیکھے
جسے ہو دیکھنا اعجاز حق پرستی کا

پھر اس کے بعد خدا بے نیاز بن بیٹھا
جب اُس نے چُن لیا محبوب اپنی مرضی کا

پہنچ کے چشمہء حیواں پہ توڑ دیں یہ سبو
جواب ہے ترے مستوں کی بے نیازی کا

حسینؑ زندۂ جاوید اک حقیقت ہے
حسینؑ کوئی فسانہ نہیں ہے ماضی کا

نبی کی آل سے آنکھیں بدل گئے افضلؔ
جو لوگ لائے تھے ایمان دیکھا دیکھی کا

مرا حسینؑ کہ عزم و یقیں کا پیکر ہے
جہاں میں قافلۂ حُریت کا رہبر ہے

حسینؑ لختِ دلِ مصطفےٰؐ و پورِ بتولؑ
حسینؑ نورِ نگاہِ جنابِ حیدرؑ ہے

حسینؑ بُرجِ امامت کا ہے مہِ تاباں
حسینؑ گلشنِ تطہیر کا گلِ تر ہے

پھٹی ہوئی ہیں ردائیں جلے ہوئے خیمے
نبیؐ کے گھر کا سرِ کربلا یہ منظر ہے

غم و الم کے اندھیرے نہیں چھٹے افضلؔ
ہنوز شامِ غریباں ہمارے سر پر ہے

اصلِ سلوک و جانِ طریقت غمِ حسینؑ
عرفانِ ذاتِ حقﷻ بحقیقت غمِ حسینؑ

اس کے سوا ہے جو بھی سب افسانہ و فسوں
ہے زندگی کی اصل حقیقت غمِ حسینؑ

جذبوں کو سوزِ معنیِ قرآں کی آنچ دے
کر محفلِ عزا میں تلاوتِ غمِ حسینؑ

تاباں اسی کے دم سے ہے قندیلِ حُریت
مظلوم کی ہے قوت و طاقت غمِ حسینؑ

وہ خوش نصیب ہر دو جہاں میں ہے ارجمند
جس کی گرہ میں ہے زرِ رقت ، غمِ حسینؑ

پہچان لے گا اپنے محبوں کو حشر میں
پیشِ خدا کرے گا شفاعت غمِ حسینؑ

میں ہوں غلام اوّل و آخر حسینؑ کا
ہے میری ابتدا و نہایت غمِ حسینؑ

ہر امتیازِ حاکم و محکوم مٹ گیا
ہر دل پہ کر رہا ہے حکومت غمِ حسینؑ

مجھ بے نصیب زہد و عبادت کے واسطے
اللہ کی ہے خاص عنایت غمِ حسینؑ

ہر شام ایک شامِ غریباں کے روپ میں
لیتا ہے میری روح سے بیعت غمِ حسینؑ

افضل غمِ حسینؑ ہے ایمان کی دلیل
رکھتے ہیں دل میں اہلِ مودّت غمِ حسینؑ

یہ دشتِ کرب و بلا کا مہیب سنّاٹا
کہ جس کے خوف سے لرزاں ہیں آسمان و زمیں

سکوتِ شب میں سسکتی ہوئی یہ آوازیں
کہیں یہ آلِ محمدؐ کا قافلہ تو نہیں

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books

گرد ہے سارے بدن پر اور جامہ چاک ہے
آہ کس مشکل میں فرزندِ شہِ لولاک ہے

اے فلک کیا جرم ہے کس جرم کی ہے یہ سزا
تشنہ لب کیوں ساقیِ کوثرؐ کی آلِ پاک ہے

دیکھ کر بھائی کا حالِ زار زینبؓ نے کہا
ہائے یوں زہراؑ کا نورِ عین کیوں غمناک ہے

ذرہ ذرہ تو نے اس کا ماہِ کامل کر دیا
اللہ اللہ کربلا کی خاک بھی کیا خاک ہے

کون ہے افضلؔ تہِ شمشیر مصروفِ نماز
بالیقیں نورِ نگاہِ صاحبِ لولاک ہے

مدحت سرا ہیں برگ و گل و نسترن حسینؑ
جاری ہے تیرا ذکر چمن در چمن حسینؑ

سَو سَو دل ایک ایک شکن میں اسیر ہیں
اللہ رے تیری زلفِ شکن در شکن حسینؑ

عہدِ شباب کی وہ بہاریں کہاں گئیں
ہائے تری جوانی ترا بانکپن حسینؑ

حیراں کھڑے ہیں حضرتِ صغریٰؑ کی یاد میں
میدانِ کربلا میں غریب الوطن حسینؑ

کس بیکسی سے زمرۂ اعداء کے درمیاں
رن میں پڑے ہیں آہ بے گور و کفن حسینؑ

نیزے پہ بھی تلاوتِ قرآں میں محو ہیں
دینِ نبیؐ کے پاسباں شیریں سخن حسینؑ

افضلؔ کو صرف تیری غلامی پہ ناز ہے
اے نورِ چشمِ حیدرؓ خیبر شکن حسینؑ

مٹا سکا نہ تجھے، مٹ گیا عدو تیرا
جہاں میں آج بھی ہے عزم سرخرو تیرا

شفق کو رنگ ، گلوں کو شگفتگی بخشی
رُخِ حیات کا غازہ بنا لہو تیرا

بسیط روشنی قلب و نظر کی ٹھنڈک ہے
فضا میں نُور برستا ہے چار سُو تیرا

ترے مقام کا عرفان ہو سکا کس کو
سراغ پا نہ سکی چشمِ جستجو تیرا

مجھے قسم لبِ احمدؐ کی عرش کانپ گیا
کٹا جو خنجرِ بیداد سے گلو تیرا

وضو لہو سے کیا ، سر کٹا یا سجدے میں
عجب نماز تھی تیری عجب وضو تیرا

کبھی یہ دل نہ ہوا تیری آرزو سے تہی
کرم ہے مجھ پہ یہ اے جانِ آرزو تیرا

تو اپنے درد کی دولت اُسے عطا کر دے
ازل سے افضلؔ خستہ ہے درد جُو تیرا

ایسا تو نہ ہونا تھا ، ایسے تو نہ تھے چہرے
کیوں خاک میں رُلتے ہیں، کوثر سے دُھلے چہرے

تھا پیشِ نظر چہرہ ، سرکارِ دو عالمؐ کا
کٹتے رہے سر لیکن ، حق سے نہ پھرے چہرے

تطہیر کے گلشن کا ، عالم ہی جدا دیکھا
بے آب بھی پھولوں کے ، پُر آب رہے چہرے

آیاتِ الٰہی ہیں ، زہراؑ کے جگر پارے
قرآں کی تلاوت کی ، جس نےؑ پڑھے چہرے

اُن چاند سے چہروں کا ، کیوں گرد بنی غازہ
بوسہ گہِ احمدؐ جو اک عمر رہے چہرے

سجادؑ ! بجز تیرے ، اب کون سنبھالے گا
تیروں سے چھدے لاشے، زخموں سے اَٹے چہرے

اس اَشک فشانی میں ، یادوں کی گرانی میں
کچھ یاد رہے چہرے ، کچھ بھول گئے چہرے

دربارِ یزیدی میں ، عترتِ پیمبرؐ کی
وہ فرطِ تحیر سے ، تکتے رہے چہرے ۔

نے ذوقِ تماشا ہے ، نے حُسنِ نظارہ ہے
آنکھیں نہ رہیں آنکھیں، چہرے نہ رہے چہرے

محشر میں دَمک اُٹھا ، نور اُن کی جبینوں کا
لوگ اہلِ مودّت کے ، پہچان گئے چہرے

افضلؔ رُخِ عابدؑ میں ، تطہیر کے جلوے ہیں
آئینہ سلامت ہے ، گو ٹوٹ گئے چہرے

کس شان سے ہے معرکہ آرا لبِ دریا
گویا متلاطم کوئی دریا لبِ دریا

کس رنگ سے امواجِ ریا کے ہے مقابل
اک حق و صداقت کا شناسا لبِ دریا

اک پیکرِ تسلیم و رضا دیکھ رہا ہے
اللہ کی قدرت کا تماشا لبِ دریا

ہستی کا مدوجزر نگاہوں میں ہے اُس کا (کی)
استادہ ہے اک ماہِ دلآرا لبِ دریا

ضوریز ہیں اب بھی اُفق ذہن پہ میرے
تاروں سے حسیں نقشِ کفِ پا لبِ دریا

جو اہلِ عزیمت ہیں سدا یاد رکھیں گے
شبیرؑ کا وہ آخری سجدہ لبِ دریا

باسطوتِ شاہی نفروشند فدایاں
کیفیتِ یک سجدۂ صحرا لبِ دریا

اَے سوختہ بختی کہ مَیں اُس وقت نہیں تھا
جلتا رہا جب شاہؑ کا خیمہ لبِ دریا

رُودادِ وفا لکھ گیا خود نوکِ سناں پر
فوارہ ترے گرم لہو کا لبِ دریا

دریا کی کوئی موج کہ صحرا کا بگولہ
کوئی تو علم تیرا اُٹھا تا لبِ دریا

دُنیا سے الگ ہوں غمِ شبیرؑ میں افضلؔ
اِک عمر سے ہے رین بسیرا لبِ دریا

پانی کو نہ ترسے لبِ دریا لبِ شبیرؑ
پانی لبِ شبیرؑ کو ترسا لبِ دریا
شبیرؑ کی منزل گہِ صحرا ہے کربل
~~[illegible]~~
کربل کہ ہے فردوس حقِ لبِ دریا

اے فروغِ خانوادۂ بتولؓ
اے بہارِ گلشنِ آلِ رسولؐ

نُورِ چشمِ راکبِ دوشِ نبیؐ
نازِ پروردۂ آغوشِ علیؑ

راحتِ قلبِ پریشانِ حسینؑ
وجہِ تسکینِ حسنؑ ، جانِ حسینؑ

شاہبازِ لامکانی جانِ تو
من چہ گویم دربیانِ شانِ تو

تاہم از خونِ جگر کر (دہ) وضو
اے درخشندہ جبیں فرخندہ رُو

خامہ فرسائی بشوقت می کنم
می کنم مدح و ثنائے تو رقم

پیشِ یزداں در عبادت بے گماں
گشتہ ای ممتاز تر از دو جہاں

بُردہ ای زیں وجہ القابِ چنیں
عابد و سجّاد و زین العابدینؑ

دیدہ ای صدا انقلابِ آسماں
از فدایان عرب تا کوفیاں

گاہ برملکِ عرب بودی امیر
گاہ در کرب و بلا گشتی فقیر

گاہ بُودی صاحبِ تاج و سریر
آہ در زنداں گہے گشتی اسیر

مرحبا اے نورِ چشمِ پنجتن
مرحبا اے ساقیِ تشنہ دہن

ظلمتِ عصیاں مرا کردہ خراب
تیرہ باطن گشتہ ام اے آفتاب

از طفیلِ حضرتِ غوث الوریٰؒ
رحم کن برخاکسارِ بے نوا

ایک بیمار کو زنجیر جو پہنائی گئی

کیوں نہ رہے چشم تماشا تری بینائی کی

~~تھا نہ معلوم شہادت کا اثر قاتل کو~~

وہ سمجھتا تھا کہ اب بات مری آئی گئی

جب شعور میں جو تارے الہی تھے چراغ

دور تک ان کے جلو میں مری تنہائی گئی

کربلا کا جو کیا ذکر بھر آئیں آنکھیں

دل پہ اک چوٹ لگی تاب شکیبائی گئی

جانب [illegible]

تھا نہ معلوم یہ

کب یہ معلوم تھا قاتل کو لہو بولے گا

وہ سمجھتا تھا کہ اب بات مری آئی گئی

محیط جاں اندر وجود میں ضیائیں بانٹنے [illegible] ہے۔ وہ صاحب [illegible] اکائے [illegible] کربلا کے انتہا ہے۔ [illegible] زمانہ اس کو کہتا ہے پیمبر امن عالم کا۔ [illegible]

شبِ غم مختتم ہو ساعتِ صبحِ سعید آئے

مریدی لاتخف کی میری جانب بھی نوید آئے

ہو سالِ نو مبارک شبرؓ و شبیرؓ کا صدقہ

مہِ بغداد چمکے اور محرّم بن کے عید آئے

تری طرح جہاں میں کون ایسا باتصرف ہے

کہ جس کے ہاتھ میں تقدیر کی قطع و بُرید آئے

مرے ہوش و حواس اُڑتے رہیں تیری تجلی سے

جب آؤں ہوش میں، لب پر مرے ھَل مِن مَّزِید آئے

ترے ہر چاہنے والے کو اب یہ حق پہنچتا ہے

کہ بازارِ محبت سے مجھے بے زر خرید آئے

شبیہِ شہ غلامِ محیٔ دیںؒ ہو نگاہوں میں

سرِ محشر بہ ایں انداز یہ تیرا مرید آئے

مرا بھی قفلِ دل کُھل جائے تیرے ذکرِ افضل سے

مرے بھی ہاتھ میں یہ بابِ رحمت کی کلید آئے

www.facebook.com/Naat.Research.Centre
www.sabih-rehmani.com/books